نمبر ۵۲ | مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی لاہور ہی تشریف رکھتے ہیں۔

۲۵ اکتوبر لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حرم اوّل کے ہاں جو اپنی ہمشیرہ کی لڑکی کی شادی کی تقریب پر وہاں تشریف لے گئی تھیں، بچہ پیدا ہوا۔ جو چار گھنٹے زندہ رہنے کے بعد وفات پا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے جنازہ پڑھانے کے بعد نعش کو دفن کرنے کی غرض سے قادیان بھیجدیا۔ ۲۵-اور ۲۶ اکتوبر کی درمیانی رات گیارہ بجے کے قریب حضرت مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بچہ کو عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

۲۶ اکتوبر بر مکان فضل حسین صاحب مینیجر بک ڈپو کے خسر سید امیر حسن صاحب لاہور میں وفات پا گئے۔ نعش قادیان لائی گئی حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحوم عام قبرستان میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تازہ اجلاس کی اہم قرار دادیں

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک ہنگامی جلسہ ۲۴ اکتوبر کو لاہور میں منعقد ہوا جس میں مسلم مطالبات کے متعلق جو ۱۹ اکتوبر کو پیش کئے گئے تھے۔ ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر نے جو جواب دیا ہے۔ اور اس سے جو نئی صورت حالات پیدا ہو گئی ہے، اس پر غور و خوض کیا گیا۔ حاضرین میں خان بہادر شیخ رحیم بخش۔ حاجی شمس الدین شیخ محمد صادق رکن کونسل۔ مولانا عبدالمجید سالک۔ سید حبیب۔ مولوی محمد یعقوب خان اور سید محسن شاہ شامل تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ صدر جلسہ تھے۔ مولوی محمد یعقوب اور سید حبیب ارکان کمیٹی نے حال میں پرائیویٹ حیثیت میں کشمیر کا سفر طے کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے موجودہ صورت حالات کی توضیح کی۔ اس کے بعد صدر جلسہ نے مہاراجہ صاحب کے جواب کے متعلق جو بیان اخبارات کے نام شائع کیا ہے۔ پڑھکر سنایا حاضرین جلسہ نے بالاتفاق صدر کے بیان کی تصدیق کی اور ان کے نقطہ نگاہ سے پورا پورا اتفاق ظاہر کیا۔ اس کے بعد سید محسن شاہ۔ شیخ محمد صادق رکن کونسل اور سید حبیب وغیرہم نے حسب ذیل قرار دادیں پیش کیں۔ جو بالاتفاق منظور ہوئیں۔

۱- یہ جلسہ مسلمانان کشمیر کے ساتھ اتفاق کرتا ہے۔ کہ دلال کمیشن کے اخذ کردہ نتائج یکطرفہ نامکمل۔ غیر تسلی بخش اور ناقابل قبول ہیں۔ ۲- یہ جلسہ جدید دلال کمیشن کا تقرر نامنظور کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ناقابل اعتماد ہے۔ مسٹر دلال پہلے ہی اپنی رائے قائم کر چکے ہیں۔ اپنے اخذ کردہ نتائج کے علاوہ وہ سیاسی مقدمات کی سماعت میں عدالتوں کو بھی جانبدار بنا لیں گے۔ کیونکہ وہ دیوانی عدالتوں کے ہیڈ ہیں۔ ۳- یہ جلسہ ملتمس ہے۔ کہ فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کیا جائے۔ جس میں غیر سرکاری مسلم ارکان کی اکثریت ہو۔ جنہیں مسلمانان کشمیر کے نمائندوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مقرر کیا جائے۔ ۴- آئینی اصلاحات کے سلسلہ میں مجوزہ کمیشن کے ارکان میں بھی ایسے غیر سرکاری مسلم ارکان کی اکثریت ہونی چاہیئے جن پر مسلمانوں کو کامل اعتماد ہو۔ ان کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مسائل زیر بحث کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ ۵- تحقیقاتی کمیشن کے لئے بہتر فضا پیدا کرنے کے لئے ریاست کو کمیشن کی رپورٹ پیش کرنے تک تمام ایسے مقدمات کی سماعت معطل کر دینی چاہیئے۔ جو فسادات کے سلسلہ میں چل رہے ہیں۔ ۶- حکومت کشمیر کو فوری اعلان کے ذریعہ سے انسانیت کے وہ تمام ابتدائی مطالبات منظور کر لینے چاہئیں۔ جو جمہور رعایا

نمبر ۵۲ | مورخہ ۲۹ر اکتوبر ۱۹۳۱ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۶ر جمادی الثانی ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ ابھی لاہور میں ہی تشریف رکھتے ہیں۔

۲۵ر اکتوبر لاہور میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے حرم اوّل کے ہاں جو اپنی ہمشیرہ کی لڑکی کی شادی کی تقریب پر وہاں تشریف لے گئی تھیں۔ بچہ پیدا ہوا۔ جو چار گھنٹے زندہ رہنے کے بعد وفات پاگیا حضرت خلیفۃ المسیح نے جنازہ پڑھانے کے بعد نعش کو دفن کرنے کی غرض سے قادیان بھیجدیا۔ ۲۵ اور ۲۶ اکتوبر کی درمیانی رات گیارہ بجے کے قریب حضرت مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور بچہ کو عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نعم البدل عطا فرمائے۔

۲۶ر اکتوبر بماشہ فضل حسین صاحب مینیجر بک ڈپو کے خسر سید امیر حسن صاحب لاہور میں وفات پاگئے۔ نعش قادیان لائی گئی۔ حضرت مولوی سرور شاہ صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور مرحوم عام قبرستان میں دفن کئے گئے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے تازہ اجلاس کی اہم قرار دادیں

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا ایک ہنگامی جلسہ ۲۴ر اکتوبر کو لاہور میں منعقد ہوا جس میں مسلم مطالبات کے متعلق جو ۱۹ر اکتوبر کو پیش کئے گئے تھے۔ ہز ہائی نس مہاراجہ کشمیر نے جو جواب دیا ہے۔ اور اس سے جو نئی صورت حالات پیدا ہو گئی ہے اس پر غور و خوض کیا گیا۔ حاضرین میں خان بہادر شیخ رحیم بخش۔ حاجی شمس الدین صاحب شیخ محمد صادق رکن کونسل۔ مولانا عبد المجید سالک۔ سید حبیب۔ مولوی محمد یعقوب خان اور سید محسن شاہ شامل تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ صدر جلسہ تھے مولوی محمد یعقوب اور سید حبیب ارکان کمیٹی نے حال میں پرائیویٹ حیثیت میں کشمیر کا سفر طے کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے موجودہ صورت حالات کی توضیح کی اس کے بعد صدر جلسہ نے مہاراجہ صاحب کے جواب کے متعلق جو بیان اخبارات کے نام شائع کیا ہے پڑھکر سنایا حاضرین جلسہ نے بالاتفاق صدر کے بیان کی تصدیق کی اور ان کے نقطہ نگاہ سے پورا پورا اتفاق ظاہر کیا۔ اس کے بعد سید محسن شاہ۔ شیخ محمد صادق رکن کونسل اور سید حبیب وغیرہ نے حسب ذیل قرار دادیں پیش کیں۔ جو بالاتفاق منظور ہوئیں:-

۱۔ یہ جلسہ مسلمانان کشمیر کے ساتھ اتفاق کرتا ہے۔ کہ دلال کمیشن کے اخذ کردہ نتائج یکطرفہ نامکمل۔ غیر تسلی بخش اور ناقابل قبول ہیں۔ ۲۔ یہ جلسہ جدید دلال کمیشن کا تقرر نامنظور کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ناقابل اعتماد ہے۔ مسٹر دلال پہلے ہی اپنی رائے قائم کر چکے ہیں۔ اپنے اخذ کردہ نتائج کے علاوہ وہ سیاسی مقدمات کی سماعت میں عدالتوں کو بھی جانبدار بنالیں گے کیونکہ وہ دیوانی عدالتوں کے ہیڈ ہیں۔ ۳۔ یہ جلسہ ملتمس ہے۔ کہ فسادات کی تحقیقات کے لئے ایک آزاد کمیشن مقرر کیا جائے۔ جس میں غیر سرکاری مسلم ارکان کی اکثریت ہو جنہیں مسلمانان کشمیر کے نمائندوں کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مقرر کیا جائے۔ ۴۔ آئینی اصلاحات کے سلسلہ میں مجوزہ کمیشن کے ارکان میں بھی ایسے غیر سرکاری مسلم ارکان کی اکثریت ہونی چاہیئے جن پر مسلمانوں کو کامل اعتماد ہو۔ ان کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد مسائل زیر بحث کا فیصلہ کرنا ہوگا۔ ۵۔ تحقیقاتی کمیشن کے لئے بہتر فضا پیدا کرنے کے لئے ریاست کو کمیشن کی رپورٹ پیش کرنے تک تمام ایسے مقدمات کی سماعت معطل کر دینی چاہیئے۔ جو فسادات کے سلسلہ میں چل رہے ہیں۔ ۶۔ حکومت کشمیر کو عنقریب اعلان کے ذریعہ سے انسانیت کے وہ تمام ابتدائی مطالبات منظور کر لینے چاہئیں۔ جو عموماً ...

ریاست کے جدید کمیشن کا مقاطعہ

مولانا محمد یوسف صاحب کا شمولیت سے انکار

سرینگر ۲۶ / اکتوبر مسٹر غلام قادر صاحب ڈکٹیٹر سرینگر نے حسب ذیل تار ارسال کیا ہے:-

دلال انکوائری کمیشن نے آج جب کام شروع کیا۔ تو مولانا محمد یوسف صاحب کمیشن کے نامزد مسلمان ممبر اس میں شامل نہ ہوئے انہوں نے ایک تحریر بھیجدی۔ جس میں لکھا کہ مجھے سر برجور دلال اور کمیشن پر کوئی اعتماد نہیں۔ کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی۔ جو سرکاری افسر اسلام آباد اور شوپیاں میں بیگناہ مسلمانوں پر گولی چلانے کے ذمہ وار ہیں۔ انہیں ابھی تک نہ تو معطل کیا گیا ہے اور نہ ہی تبدیل۔ فوج ابھی تک شوپیاں کے گلی کوچوں میں گشت کر رہی ہے ؛

بنگال احمدیہ لیگ کا جلسہ

عبدالمالک خادم صاحب ۲۶ / اکتوبر کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ:-

بنگال احمدیہ لیگ کا ملتوی شدہ اجلاس ۲۴ اکتوبر کو بمقام برہمن بڑیہ منعقد ہوا۔ اور ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ جن میں کمیونسٹوں کی ان نازیبا حرکات کی مذمت کی گئی جو وہ بنگال کے زمینداروں اور مزدوروں کی اقتصادی تباہی سے فائدہ اٹھا کر موجودہ سوشل اور پولیٹیکل نظام کو درہم برہم کر کے ہندوستان میں کمیونسٹ طرز کی حکومت قائم کرنیکے لئے کر رہے ہیں۔ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے باغیانہ خیالات کے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا۔ برٹش گورنمنٹ سے اظہار وفاداری اور مخالفانہ کوششوں کو ناکام کرنیکے لئے پوری جد و جہد کا اعلان کیا گیا ؛

الفضل کے وی۔ پی

جن خریداران الفضل کی قیمت ۱۵ / اکتوبر سے ۱۵ / نومبر تک کسی تاریخ کو ختم ہوتی ہے ان کے نام نومبر کا پہلا پرچہ الفضل کا وی۔ پی ہوگا۔ مہربانی فرما کر وصول کر لیا جائے۔ جو صاحب اس سے پہلے منی آرڈر بھیج سکیں تو بھیجدیں۔ اس طرح ہر ۵ کی رعایت رہیگی۔

وی۔ پی انکاری آنے پر الفضل تا وصولی قیمت امانت میں رہیگا ؛

مینیجر

انصار اللہ کی خاص اور فوری توجہ کیلئے

سیرۃ النبی صلعم کے جلسے تبلیغ اسلام کی راہ میں درحقیقت براڈ کاسٹ یعنی اشاعت عمیمہ کی اہمیت رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس وہ آلہ نہیں جس سے ہماری آواز چار دانگ عالم میں ایک ہی وقت میں سنائی جا سکے۔ یہ اللہ تعالے کا احسان ہے۔ کہ راجپال کا فتنہ اٹھا۔ اور اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اس فتنہ کے دائمی طور پر سدِ باب کرنے کی یہ تدبیر الہام کی۔ کہ جس سے ہمیشہ کے لئے ہمارے آقائے نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ستائش دنیا میں قائم ہو۔ اور آپکی شریعت کی پُر حکمت باتیں لوگوں کے کانوں میں پڑتی رہیں۔ یہانتک کہ وہ وقت آجائے کہ ایشیاء اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی یہ پیشگوئی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو کر "اُس کی ستائش سے ساری زمین معمور ہوگی۔ اور جزائر کے رہنے والے بھی اس کو قبول کرینگے۔ اس کی شریعت کو زوال نہ ہوگا۔ اور نہ وہ مٹایا جائیگا"۔ میرے دوستو! یہ اہم مقصد ہے سیرت کے ان جلسوں کا۔ پس کیا آپ اپنی ساری توجہ اور طاقت کے ساتھ ان جلسوں کو کامیاب بنانیکے لئے کوشاں نہ ہونگے؟

بہت ہی دون ہمتی اور کم نصیبی ہے۔ کہ سال بھر میں ایک دفعہ یہ زریں موقعہ ہاتھ آئے۔ اور پھر اس کے لئے کما حقہٗ جد و جہد نہ کی جائے۔ اور کوشش کرنے سے پہلے ہی مایوس ہو جائیں ؛

سنہ ۱۹۲۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہمیں یہ حکم دیکر لاہور بھیجا تھا۔ کہ راجپال کے فتنہ پر تمام مسلمانان لاہور ایک متحدہ جلسہ میں آوازۂ احتجاج بلند کریں۔ اور پھر مایوس کن حالات اور بڑی مخالفت کے ہوتے ہوئے ہم نے یہ عزم کر لیا تھا۔ کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل ہو کر رہے گی۔ خواہ مخالفت کتنے زوروں پر کیوں نہ ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادہ میں برکت دی۔ اور لاہور کے تمام مسلمان شاہی مسجد میں اس کثرت سے جمع ہوئے۔ کہ اس سے پہلے ہمارے بوڑھوں نے بھی کبھی یہ نظارہ نہیں دیکھا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ جیسی نیت اور اس کے لئے ہمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالے بھی اسی کے مطابق کوشش میں برکت ڈالتا ہے ؛

پس تمام انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ وہ اس سال اپنے ارادی اور اپنی ہمت کا خارق عادت ثبوت پیش کریں۔ اگر پہلے ایک ہزار کی تعداد میں یہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ تو اب کے تین ہزار کی تعداد میں ایک جم غفیر سے نعرہ اکناف عالم میں بلند ہو کہ ہادی ستائش محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کی ہو ؛

انصار اللہ کی تنظیم پر اعتماد رکھتے ہوئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے تین ہزار جلسوں کے انعقاد کا اعلان کیا تھا۔ دیکھنا ایسا نہ ہو۔ کہ ہمیں شرمندہ ہونا پڑے ؛

(ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

الفضل خاتم النبیین نمبر کی طباعت عنقریب الختم ہے

خدا کے فضل و رحم سے خاتم النبیین نمبر کے مضامین اب کے تمام گزشتہ سالوں سے بہتر جمع ہوئے ہیں۔ اور اسکی طباعت عنقریب ختم ہو جائے گی۔ اور ہم درخواستوں کی تعمیل شروع کر دیں گے جن صاحبوں کی طرف سے اب تک آرڈر نہیں آئے۔ وہ مہربانی کر کے جلد سے جلد مطلوبہ پرچوں کی تعداد سے اطلاع دیں۔ دُور کے اصحاب بذریعہ تار مطلع فرمائیں؛

مینیجر الفضل

سیرۃ النبی صلعم کے لیکچرں و کے متعلق نوٹ

سیرۃ النبی صلعم کے جلسوں کے متعلق جو نوٹ دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مقررین کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ ان کا حجم بجائے ۳۶ صفحے کے ۵۲ صفحے ہو گیا ہے۔ لیکن قیمت میں برائے نام ایزادی کی گئی ہے۔ یعنی صرف اڑھائی آنے (۲/۰۲) فی جلد۔ محصول ڈاک آدھ آنہ فی کاپی۔ ایک روپیہ سے کم کے لئے ٹکٹ بھجوائیں۔ زیادہ بذریعہ وی۔ پی منگوائیں۔

وقت کی تنگی کی وجہ سے اکثر احباب کو یہ نوٹ بھیجدیئے ہیں۔ تین آنے فی کاپی معہ محصول کے حساب سے قیمت بنام سکرٹری ترقی اسلام قادیان" بھجوادیں ؛ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

چندہ خاص کی دوسری قسط

تمام احباب کو چندہ خاص کی دوسری قسط ۳۱ / اکتوبر تک ضرور ادا کر دینی چاہیئے ؛

ریاست کے جدید کمیشن کا مقاطعہ

مولانا محمد یوسف صاحب کا شمولیت سے انکار

سرینگر ۲۶ اکتوبر بیرسٹر غلام قادر صاحب ڈکٹیٹر سرینگر نے حسب ذیل تار ارسال کیا ہے:۔

دلال انکوائری کمیشن نے آج جب کام شروع کیا۔ تو مولانا محمد یوسف صاحب کمیشن کے نامزد مسلمان ممبر اس میں شامل نہ ہوئے انہوں نے ایک تحریر بھیجدی۔ جس میں لکھا کہ مجھے سر برجور دلال اور کمیشن پر کوئی اعتماد نہیں۔ کوئی شہادت پیش نہیں ہوئی۔ جو سرکاری افسر اسلام آباد اور شوپیاں میں بیگناہ مسلمانوں پر گولی چلانے کے ذمہ وار ہیں۔ انہیں ابھی تک نہ تو معطل کیا گیا ہے اور نہ ہی تبدیل۔ فوج ابھی تک شوپیاں کے گلی کوچوں میں گشت کر رہی ہے۔

بنگال احمدیہ لیگ کا جلسہ

عبدالمالک خادم صاحب ۲۶ اکتوبر کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں کہ:۔

"بنگال احمدیہ لیگ کا ملتوی شدہ اجلاس ۲۴ اکتوبر کو بمقام برہمن بڑیہ منعقد ہوا۔ اور ریزولیوشنز پاس کئے گئے۔ جن میں کمیونسٹوں کی ان نازیبا حرکات کی مذمت کی گئی جو وہ بنگال کے زمینداروں اور مزدوروں کی اقتصادی تباہی سے فائدہ اٹھا کر موجودہ سوشل اور پولیٹیکل نظام کو درہم برہم کر کے ہندوستان میں کمیونسٹ طرز کی حکومت قائم کرنیکے لئے کر رہے ہیں۔ اس فرقہ سے تعلق رکھنے والے باغیانہ خیالات کے مسلمانوں کو متنبہ کیا گیا اور برٹش گورنمنٹ سے اظہار وفاداری اور مخالفانہ کوششوں کو ناکام کرنیکے لئے پوری جدوجہد کا اعلان کیا گیا۔

الفضل کے وی پی

جن خریداران الفضل کی قیمت ۱۵ اکتوبر سے ۱۵ نومبر تک کی تاریخ کو ختم ہوتی ہے ان کے نام نومبر کا پہلا پرچہ الفضل کا وی۔ پی ہوگا۔ مہربانی فرما کر وصول کر لیا جائے۔ جو صاحب اس سے پہلے منی آرڈر بھیج سکیں تو بھیجدیں۔ اطلاع پر ۵ ر کی رعایت رہیگی۔

وی۔ پی انکاری تنے پر الفضل تا وصولی قیمت امانت میں رہیگا۔

مینجر

انصار اللہ کی خاص اور فوری توجہ کیلئے

سیرۃ النبیؐ کے جلسے تبلیغ اسلام کی راہ میں درحقیقت براڈکاسٹ نیز اشاعت عظیمہ کی اہمیت رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس وہ مشین نہیں جس سے ہماری آواز چار دانگ عالم میں ایک ہی وقت میں سنائی جاسکے۔ یہ اللہ تعالےٰ کا احسان ہے۔ کہ راجپال کا فتنہ اٹھا۔ اور اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو اس فتنہ کے دائمی طور پر سدباب کرنے کی یہ تدبیر الہام کی۔ کہ جس سے ہمیشہ کے لئے ہمارے آقا و نامدار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ستائش دنیا میں قائم ہو۔ اور آپکی شریعت کی پُر حکمت باتیں لوگوں کے کانوں میں پڑتی رہیں۔ یہانتک کہ وہ وقت آجائے کہ سیاہ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی یہ پیشگوئی اپنی پوری شان و شوکت کے ساتھ پوری ہو کہ "اُس کی ستائش سے ساری زمین معمور ہو گی۔ اور جر ار کے رہنے والے بھی اس کو قبول کرینگے۔ اس کی شریعت کو زوال نہ ہوگا۔ اور نہ وہ مسلا جائیگا"۔ میرے دوستو! یہ اہم مقصد ہے سیرت کے ان جلسوں کا۔ پس کیا آپ اپنی ساری توجہ اور طاقت کے ساتھ ان جلسوں کو کامیاب بنانیکے لئے کوشاں نہ ہونگے؟

بہت ہی دون ہمتی اور کم نصیبی ہے۔ کہ سال بھر میں ایک دفعہ یہ زرّیں موقعہ ہاتھ آئے۔ اور پھر اس کے لئے کما حقہٗ جدوجہد نہ کی جائے۔ اور کوشش کرنے سے پہلے ہی مایوس ہو جائیں۔

۱۹۲۷ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ہمیں یہ حکم دیکر لاہور بھیجا تھا کہ راجپال کے فتنہ پر تمام مسلمانان لاہور ایک متحدہ جلسہ میں آواز احتجاج بلند کریں۔ اور پھر مایوس کن حالات اور بڑی مخالفت کے ہوتے ہوئے ہم نے یہ عزم کر لیا تھا۔ کہ حضور کے ارشاد کی تعمیل ہو کر رہے گی۔ خواہ مخالفت کتنے زوروں پر کیوں نہ ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمارے اس ارادہ میں برکت دی اور لاہور کے تمام مسلمان شاہی مسجد میں اس کثرت سے جمع ہوئے کہ اس سے پہلے ہمارے بوڑھوں نے بھی کبھی یہ نظارہ نہیں دیکھا۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ جیسی نیت اور اس کے لئے ہمت ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ بھی اسی کے مطابق کوشش میں برکت ڈالتا ہے۔

پس تمام انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ وہ اس سال اپنے ارادوں اور اپنی ہمت کا خارق عادت ثبوت پیش کریں۔ اگر پہلے ایک ہزار کی تعداد میں یہ جلسے ہوا کرتے تھے۔ تو اب کے تین ہزار کی تعداد میں ایک جم غفیر سے نعرہ اکناف عالم میں بلند ہو کہ ہادی ستائش محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام کی ہو۔

انصار اللہ کی تنظیم پر اعتماد رکھتے ہوئے نظارت دعوۃ و تبلیغ نے تین ہزار جلسوں کے انعقاد کا اعلان کیا تھا۔ دیکھنا ایسا نہ ہو۔ کہ ہمیں شرمندہ ہونا پڑے۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

الفضل خاتم النبیین نمبر کی طباعت قریب الختم ہے

خدا کے فضل و رحم سے خاتم النبیین نمبر کے مضامین اب کے تمام گزشتہ سالوں سے بہتر جمع ہوئے ہیں۔ اور اسکی طباعت عنقریب ختم ہو جائے گی۔ اور ہم درخواستوں کی تعمیل شروع کر دیں گے جن صاحبوں کی طرف سے اب تک آرڈر نہیں آئے۔ وہ مہربانی کر کے جلد سے جلد مطلوبہ پرچوں کی تعداد سے اطلاع دیں۔ دُور کے اصحاب بذریعہ تار مطلع فرمائیں۔

مینجر الفضل

سیرۃ النبیؐ کے لیکچروں کے متعلق نوٹ

سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کے متعلق جو نوٹ دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے مقررین کے لئے تیار کئے گئے ہیں۔ ان کا حجم بجائے ۳۶ صفحے کے ۵۲ صفحے ہو گیا ہے۔ لیکن قیمت میں برائے نام ایزادی کی گئی ہے۔ یعنی صرف اڑھائی آنے (۲/۱ ۲ ر) فی جلد۔ محصول ڈاک آدھ آنہ فی کاپی۔ ایک روپیہ سے کم کے لئے ٹکٹ بھجوائیں۔ زیادہ بذریعہ وی۔ پی منگوائیں۔

وقت کی تنگی کی وجہ سے اکثر احباب کو یہ نوٹ بھیجدیئے ہیں۔ تین آنے فی کاپی مع محصول کے حساب سے قیمت بنام سکرٹری "ترقی اسلام قادیان" بھجوا دیں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

چندہ خاص کی دوسری قسط

تمام احباب کو چندہ خاص کی دوسری قسط ۳۱ اکتوبر تک ضرور ادا کر دینی چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کا انعقاد

مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کیلئے کانگرسی مسلمانوں کی جد و جہد

لنڈن کی ناکامی کا بدلہ ہندوستان میں

وہ مقصد جو گاندھی جی اپنی انتہائی ہوشیاری اور چالاکی کے باوجود گول میز کانفرنس کے نمائندوں کی عقلمندی اور یکجہتی کی وجہ سے حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ اس کے حصول کے لئے کانگرس نے اپنے کارندوں سے ہندوستان میں جد و جہد شروع کرا دی ہے کیونکہ مسلمان نمائندوں نے جہاں یہ ثابت کر دیا۔ کہ وہ اپنے مطالبات اور مسلمانوں کے حقوق کے متعلق بالکل متحد اور متفق ہیں۔ وہاں انہوں نے یہ بھی ظاہر کر دیا۔ کہ کانگرس پر نہ تو مسلمانوں کو اعتماد ہے اور نہ وہ اپنی قسمت اس کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہیں بلکہ وہ کانگرس کے منصوبوں کو اپنے لئے نہایت خطرناک اور نقصان رساں سمجھتے ہیں اور انہیں ناکام بنانے کے لئے جد و جہد کرنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ مسلمان نمائندوں نے قدم قدم پر اس خوبی اور عمدگی کے ساتھ کانگرس کے واحد نمائندہ گاندھی جی کے خلاف آواز اٹھائی۔ اور اس مضبوطی کے ساتھ مسلمانوں کے مطالبات پر قائم رہے کہ برطانوی مدبرین پر کانگرس کے تمام ہندوستان کی نیابت کے دعوی کی حقیقت کھل گئی۔ اور رہی سہی کسر ہندوستان کی دوسری اقلیتوں نے مسلمانوں کا ساتھ دے کر نکال دی۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ کانگرس محض سرمایہ دار ہندوؤں کی ترجمانی کر رہی ہے۔ وَالّا دیگر تمام اقوام اس سے علیحدہ ہیں۔ اور وہ کانگرس کی وجہ سے اپنے حقوق کو سخت خطرہ میں دیکھتی ہیں۔ چنانچہ اقلیتوں کی کمیٹی میں گاندھی جی کو جو ناکامی ہوئی۔ اور سوائے سکھوں کے تمام اقلیتوں نے متحدہ طور پر کانگرس کے خلاف جو آواز اٹھائی۔ وہ اسی کا نتیجہ تھا۔

نیشنلسٹ مسلمانوں کی یاد

یہ حالات دیکھکر گاندھی جی کو اپنے وہ نیشنلسٹ مسلمان یاد آئے۔ جن کے ذریعہ مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کا کام لیتے رہے تھے۔ اور جنہیں گول میز کانفرنس میں شمولیت کیلئے جاتے وقت اس خیال سے نظر انداز کر گئے تھے۔ کہ اب ان کی تفرقہ انگیز کوششوں کی ضرورت نہ ہوگی۔ لیکن جب گاندھی جی نے دیکھا۔ کہ مسلمان نمائندے بالکل متحد ہیں۔ اور ان کی ایک نہیں چلنے دیتے۔ تو نیشنلسٹ مسلمانوں کے راہنما ڈاکٹر انصاری کے لئے بڑی بے تابی ظاہر کرنے لگے۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر صاحب کے بغیر مسلمان نمائندوں سے سمجھوتہ کے متعلق گفتگو کرنے سے ہی انکار کر دیا۔

لاہور میں نیشنلسٹ کانفرنس کا جلسہ

چونکہ ڈاکٹر انصاری صاحب کا لنڈن پہنچنا ممکن نہ تھا۔ اور نہ گاندھی جی کے اس عذر کو کوئی وقعت دی جا سکتی تھی۔ اس لئے وہاں تو گاندھی جی ڈاکٹر صاحب کی خدمات سے فائدہ اٹھانے سے محروم رہے۔ اور نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ دوسری اقلیتوں نے بھی متحدہ طور پر انہیں ناکام بنانے میں پورا حصہ لیا۔ لیکن اس فتنہ کو ہندوستان میں پیدا کرنے اور یہ دکھانے کے لئے کہ مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ جو مسلمان نمائندوں کے پیش کردہ مطالبات کے ساتھ متفق نہیں۔ اور وہ کانگرس کے حامی ہیں۔ جد و جہد شروع کرا دی گئی۔ اور اس غرض سے لاہور میں "نیشنلسٹ مسلم کانفرنس" کا انعقاد کیا گیا۔

مسلمانوں کیطرف سے مخالفت

مسلمانان پنجاب اور خاصکر مسلمانان لاہور نے اس کے خلاف پر زور آواز اٹھائی۔ جس کا اتنا تو اثر ہوا۔ کہ اس کے تجویز کردہ صدر مولانا آزاد نے شمولیت سے پہلو تہی اختیار کر لی۔ لیکن ان کی بجائے ڈاکٹر انصاری نے یہ بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھا لیا۔ اور وہ ۲۴ اکتوبر لاہور پہنچ گئے۔ جہاں چند مسلمانوں نے ہندوؤں اور سکھوں کی معیت میں ان کا استقبال کیا۔ لیکن دوسرے مسلمانوں نے سیاہ جھنڈیوں اور "ڈاکٹر گو بیک" کے نعروں سے ان پر ظاہر کر دیا۔ کہ وہ ان کی روش کو مسلمانوں کے لئے سخت نقصان دہ سمجھتے اور اس سے علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ لیکن چونکہ وہ اسی غرض کو لے کر آئے تھے۔ کہ مسلمانوں میں گڑبڑ پیدا کر کے کانگرس کو تقویت پہنچائیں۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کے مخالفانہ رویہ کی کوئی پروا نہ کی۔ اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں وہ کھیل رہے تھے۔ انہوں نے ان کا جلوس نکالنا ضروری سمجھا۔ معلوم ہوا ہے۔ جلوس کو مسلمانوں میں جنگ و جدال کا ذریعہ بنانے کی پوری کوشش کی گئی۔ لاٹھیاں چلائی گئیں۔ اور ہر طرح مسلمانوں کو اشتعال دلایا گیا۔ جس سے بہت بڑے فساد کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ مگر مسلمانوں کی امن پسندی کی وجہ سے ٹل گیا۔

یہ وہ پہلی برکت تھی۔ جو نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کے ذریعہ اور ڈاکٹر انصاری صاحب کی تشریف آوری کے باعث مسلمانوں پر نازل ہوئی۔ جلوس جس شان کا نکلا۔ اس کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ جب اس موٹر کا انجن فیل ہو گیا۔ جس میں صدر صاحب تشریف فرما تھے۔ اور باوجود انتہائی کوشش کے موٹر نے سرکنے سے انکار کر دیا۔ اور کوئی دوسری موٹر میسر نہ آسکی۔ تو صدر صاحب کو ایک تانگہ پر بیٹھا کر ڈاکٹر عالم کی کوٹھی تک پہنچایا گیا۔

بریڈ لا ہال میں جلسہ

آخر ۴ بجے بعد دوپہر بریڈ لا ہال میں مسلم نیشنلسٹ کانفرنس کا اجلاس منعقد ہوا۔ حاضری کے متعلق وہ ہندو اخبارات جو اس کانفرنس کو مسلمانوں میں فتنہ اور اختلاف کا باعث سمجھ کر اسکی حمایت میں سارا زور صرف کر رہے ہیں۔ صرف اتنا لکھ سکے۔ کہ "حاضری کافی تھی" اور وہ بھی زیادہ تر ہندوؤں اور سکھوں پر مشتمل تھی۔ جن مسلمانوں کے نام شائع کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک دو کے سوا باقی سب غیر معروف اور نوخیز لیڈر معلوم ہوتے ہیں۔ جنہیں محض خانہ پری کے لئے جمع کر لیا گیا۔

صدر کی تعریف

صدر کا نام پیش کرتے ہوئے ان کی شان کے اظہار کے لئے کہا گیا:-

"مسلمانوں کے لئے یہ بات قابل فخر ہے۔ کہ انہیں ڈاکٹر انصاری جیسا راہبر ملا ہے۔ جن کی عدم موجودگی میں ۲۵ کروڑ باشندوں کے واحد نمائندے مہاتما گاندھی بھی گول میز کانفرنس میں کوئی فیصلہ کرنے پر تیار نہیں"۔

یہ بات ان لوگوں کے لئے قابل فخر ہو۔ تو ہو۔ جو "کانگرس کے بندے ہیں۔ ہندوؤں کے غلام ہیں۔ مہاتما گاندھی کے اشارہ پر چلتے ہیں۔" ورنہ یہ فخر کی نہیں بلکہ بے حد شرم کی جا ہے۔ کیونکہ صحیح الفاظ میں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ گاندھی جی نے مسلمانوں کے حقوق نظر انداز کرنے اور ان کے گلے پر کند چھری پھیرنے

کے لئے ڈاکٹر انصاری کو ہی آلہ کار بنایا۔ اور ڈاکٹر صاحب نے بخوشی اسے منظور کر لیا۔ ورنہ ڈاکٹر صاحب کا تمام مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کرنا تو الگ رہا۔ ان سے تو ابھی تک اتنا بھی نہیں ہو سکا۔ کہ گاندھی جی سے اپنی نیشنلسٹ پارٹی کے مطالبات ہی منظور کرا سکتے۔ اور انہی کی بناء پر کانگرس سے سمجھوتہ کر لیتے۔

خطبہ صدارت

اس موقعہ پر ڈاکٹر صاحب موصوف نے جو خطبہ صدارت ارشاد فرمایا۔ اس میں خود ستائی کے علاوہ باقی حصہ مسلمانوں کے حقوق کی مخالفت اور کانگرسی ہندوؤں کی خوشنودی حاصل کرنے میں صرف کیا۔ حتیٰ کہ وہ ملک برکت علی صاحب صدر استقبالیہ کمیٹی کی اتنی سی بات بھی برداشت نہ کر سکے۔ جو انہوں نے اپنے خطبہ استقبالیہ میں بیان کی کہ:۔

"بعض ہندو سیاست دانوں نے کشمیر کے معاملہ میں اپنے قوم پرست نقطہ نگاہ کو قائم نہیں رکھا۔ اور کشمیر میں ایجی ٹیشن کو خواہ مخواہ فرقہ وارانہ رنگت دیدی ہے"۔

کشمیر کے متعلق صدر کا بیان

یہ بات حرف بحرف صحیح اور کلیۃً مبنی بر صداقت ہے۔ لیکن ڈاکٹر انصاری صاحب اسے کہاں گوارا کر سکتے تھے۔ اور ہندو سیاست دانوں کے خلاف یہ کیونکر سن سکتے تھے۔ انہوں نے جھٹ کشمیر کے معاملہ کو ہندو مسلم سوال بنانے کا الزام مسلمانوں پر لگاتے ہوئے کہدیا:۔

"بحیثیت نیشنلسٹ اور بحیثیت مسلمان ہونے کے میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ طریق غلط ہے۔ اگر آج کشمیر میں ہندو مسلم سوال بنا کر حقوق طلب کئے جاتے ہیں۔ تو کیا ان ریاستوں میں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ اور وہاں مسلمان حکمران ہے۔ ایسی حالت نہ ہوگی۔ آپ اپنے جائز مطالبات کیلئے کوشش کیجئے۔ مگر فرقہ وارانہ عینک اتار کر"۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ کشمیر ایجی ٹیشن کے شروع ہونے کے دن سے لے کر اسوقت تک مسلمانوں کی طرف سے اس بات کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ کہ ہندو اسے ہندو مسلم سوال نہ بنائیں۔ بلکہ کشمیر کی ۹۵ فیصدی مظلوم آبادی کے انسانی حقوق کا مطالبہ خیال کریں۔ لیکن ہندوؤں نے اس کی کوئی پروا نہ کی۔ اور خواہ مخواہ ہندو مسلم سوال بنا کر تمام ہندوؤں میں مسلمانان کشمیر اور ان کی مظلومیت سے متاثر ہونے والے دوسرے لوگوں کے خلاف سخت اشتعال پیدا کر دیا۔

کشمیر ایجی ٹیشن کو کس نے ہندو مسلم سوال بنایا؟

اگر نیشنلسٹ کہلانے والے مسلمانوں کے لئے یہی ضروری ہے۔ کہ وہ ہر معاملہ میں مسلمانوں پر الزام لگائیں۔ اور ہندوؤں کی ہر حرکت کو نظر انداز کرتے جائیں۔ تو خیر۔ ورنہ مسلمانوں نے کشمیر ایجی ٹیشن کو ہندو مسلم سوال نہ بننے دینے کی انتہائی کوشش کی۔ اس کے متعلق صاف اور واضح اعلان شائع کئے۔ ہندو لیڈروں اور ہندو پریس سے درخواستیں کیں۔ کہ وہ کشمیر کے معاملہ کو ہندو مسلم جھگڑا نہ بنائیں لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔ کیونکہ ہندوؤں کا فائدہ اسی میں تھا۔ اور وہ مسلمانان کشمیر کی مظلومیت اسی پردہ میں چھپائے رکھنا چاہتے تھے۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی اپیل

نیشنلسٹ مسلمانوں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمانان کشمیر کی تائید اور حمایت میں سب سے پہلے آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے کام شروع کیا۔ اور جب کمیٹی نے دیکھا۔ کہ ہندو اسے ہندو مسلم سوال بنا رہے ہیں۔ تو اس کے سکرٹری صاحب نے ہندوؤں سے بالفاظ ذیل اپیل اخبارات میں شائع کرائی:۔

"مسئلہ کشمیر کے متعلق ہندو پبلک اور پریس کے موجودہ رویہ سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ وہ مسلم ایجی ٹیشن کو براہِ راست ہندوؤں کے خلاف ہم تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے۔ برطانوی ہند میں ہندو مسلمانوں کے اختلافات خواہ کسقدر ہی وسیع کیوں نہ ہوں۔ مگر کشمیر کے حالات سے چونکہ ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے ہندو پریس اور پبلک سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ معقولیت اور انصاف سے کام لے۔ اور خواہ مخواہ مسئلہ کشمیر کو فرقہ وارانہ منافرت کا رنگ دے کر مسلمانوں کی نامعقول طور پر مخالفت نہ کرے"۔

لیکن ہندو لیڈروں اور ہندو پریس نے اس قسم کی اپیلوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور تعجب یہ ہے کہ اسوقت تک نیشنلسٹ مسلمان بھی خواب غفلت میں پڑے رہے۔

نیشنلسٹ مسلمانوں نے کشمیر کیلئے کیا کیا؟

ڈاکٹر انصاری نے کہنے کو تو کہدیا۔ کہ "اگر کسی کو مسلمانوں کا نمائندہ بننے کا حق ہے۔ تو وہ نیشنلسٹ مسلمان ہی ہیں۔" لیکن یہ مسلمانوں کی نمائندگی کے حق کے واحد اجارہ دار اتنا بھی تو نہ کر سکے۔ کہ ہندو سیاست دانوں کو معاملہ کشمیر کو ہندو مسلم سوال بنانے سے روکتے اور فرقہ وارانہ عینک اتار کر کشمیر کی رعایا کے جائز مطالبات پیش کرتے۔ ان میں سے تو کوئی ایک بات بھی ان سے نہ ہو سکی۔ اور اگر کچھ ہوا تو یہ کہ مسلمانوں کو کوسنے اور ہندوؤں کو مسلمان والیانِ ریاست کے خلاف اکسانے لگ گئے۔

نیشنلسٹ مسلمانوں کی حقیقت

صرف اسی ایک امر سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ نیشنلسٹ کہلانے والے مسلمان کہاں تک مسلمانوں کے مفاد اور ان کے حقوق کی حفاظت کرنے کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ اور ان سے مسلمانوں کو کیا توقعات رکھنی چاہئیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر کے انکی طاقت اور قوت کو ضعف پہنچانے کے لئے اپنے خاص ذرائع سے کچھ لوگوں کو قابو میں کر رکھا ہے۔ وہی نیشنلسٹ کہلاتے ہیں۔ اور ہر موقعہ پر مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور ہندوؤں کے مقاصد کو تقویت دینے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ بحالاتِ موجودہ یہ توقع رکھنا تو محال ہے۔ کہ ایسے قوم فروش اور مسلم کش لوگ کلیۃً ختم ہو جائیں۔ البتہ یہ ضرور ہونا چاہیئے۔ کہ مسلمانوں کو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا چاہیئے۔ اور قطعاً انکی کسی بات کو قابلِ وقعت نہ سمجھنا چاہیئے۔

کشمیر کے پنڈت کیا چاہتے ہیں؟

کشمیری پنڈتوں نے چونکہ باوجود قلیل التعداد ہونے کے ریاست کے ہر محکمہ پر بدستور قبضہ جما رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کے حقوق پر غاصبانہ تصرف رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کی طرف سے جو ڈیپوٹیشن مہاراجہ بہادر کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس نے اپنے مطالبات کو جو کچھ انہیں حاصل ہے۔ اسی کو بحال رکھنے اور مسلمانوں کے مطالبات کی مخالفت کرنے پر منحصر رکھا ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو انہوں نے یہ کہا۔ کہ

"پنڈتوں کے متعلق یہ اعلان کیا جائے۔ کہ ان کے خلاف کوئی پابندی نہ لگائی جائیگی۔ اور انہیں زراعت۔ صنعت و حرفت دستکاری سیکھنے میں خاص مراعات دی جائیں"۔

اور دوسری طرف یہ کہہ کر مسلم دشمنی کا ثبوت دیا۔ کہ

"ہم اخبارات کی آزادی۔ تقریر کی آزادی۔ اور نیابت کے حق کے بغیر ہی گزارہ کر سکتے ہیں"

مطلب یہ کہ مسلمانوں کو نہ اخبارات کے ذریعہ اپنے جذبات اور احساسات کے اظہار کا موقعہ دیا جائے۔ نہ تقریر کے ذریعہ۔ اور نہ حکومت میں انکی نیابت کا بندوبست کیا جائے۔ کیونکہ اس طرح پنڈتوں کے لئے مسلمانوں کا خون چوسنے اور ان پر ظلم و ستم کرنے کا موقعہ نہ رہیگا۔

ظاہر ہے۔ کہ پنڈتوں کا یہ بیان قطعاً ناقابل التفات اور اس نظام حکومت کو قائم رکھنے والا ہے۔ جس کا دنیا میں اور کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ لیکن ہندو جو ہندوستان میں کامل آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں۔ جو کشمیر کے پنڈتوں کے اس شرمناک بیان کے خلاف آواز اٹھائے۔ اور انہیں درست راہ دکھائے۔

پنجاب یونیورسٹی کی ہندو نوازی

پنجاب یونیورسٹی پر ہندوؤں نے کچھ اس طرح تسلط جما رکھا ہے۔ کہ مسلمانوں کی پے بپے صدائے احتجاج کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہی کچھ کیا جاتا ہے جو تعلیم یافتہ ہندوؤں کا جی چاہتا ہے۔ حال ہی معلوم ہوا ہے۔ کہ بی۔ اے۔ بی۔ ایس۔ سی سپلیمنٹری امتحان کے ممتحنوں کی جو فہرست مرتب ہوئی ہے۔ وہ ۳۲ اصحاب پر مشتمل ہے۔ جنمیں صرف ۶ مسلمان ہیں۔ اس کے ظاہر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

قربانی کا مطالبہ نہیں۔ بلکہ بیج کو صحیح جگہ پر ڈالنے کا مشورہ ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اخلاص بھی ان چیزوں میں سے ہے۔ جو دنیا میں انسان کی حیثیت کو بڑھا دیتی ہیں۔ لیکن

اسلام کی بنیاد

عقل۔ اخلاص اور عمل پر رکھی گئی ہے۔ اسلام نے نہ تو اخلاص کی روح کو کھلا چھوڑ دیا ہے۔ نہ صرف عقل کے دلائل پر اکتفا کی ہے۔ اور نہ ہی عمل کے ترک پر عقل و اخلاص کے نتائج مترتب ہو سکتے ہیں ÷

مجھے اس تمہید کی ضرورت اس لئے پیش آئی۔ کہ آج مصافحہ کے لئے خاص انتظام کرنا پڑا۔ میں نے دیکھا ہے۔ بعض مواقع پر ضرورت محسوس ہونے کے باوجود بعض احباب قانون کی پابندی پسند نہیں کرتے۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے

خلافت کے منصب پر فائز

کیا ہے۔ میں نے کبھی بھی دوستوں سے مصافحہ کرنے سے اجتناب یا ان کے ہجوم سے گھبراہٹ کا اظہار نہیں کیا۔ باوجود اس کے کہ بعض دوستوں نے بعض مصالح کے ماتحت مشورہ بھی دیا۔ کہ اس میں کمی ہونی چاہیئے۔ مگر میں نے اس بات کو کبھی پسند نہیں کیا۔ کیونکہ یہ اخلاص کی روح کو کچلنے والی بات ہے۔ قرآن کریم میں خصوصیت کے ساتھ سورۃ لقمان میں ذکر ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اعلیٰ مقام پر فائز کرتا ہے تو اس کی دوسری علامتوں میں سے

ایک علامت

یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگ اس کے ارد گرد ہجوم کرتے ہیں۔ اور اس کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اسے برا نہ منائے بلکہ ہر ایک کے ساتھ

خندہ پیشانی سے

ملے۔ لیکن بعض دفعہ ضرورت مجبور کر دیتی ہے۔ شاید آج کے انتظام کے متعلق میں کچھ نہ کہتا۔ لیکن باہر سے آئے ہوئے ایک دوست نے مجھے ایک چٹھی لکھی ہے۔ جس کی وجہ سے مجھے اس کے متعلق کچھ کہنا پڑا ÷

چونکہ انسان کو جو تکلیف ہوتی ہے۔ اسے یا تو وہ خود محسوس کر سکتا ہے۔ یا علاج کرنے والا۔ اس لئے عام طور پر لوگ سنی سنائی بات پر غلط اندازہ کر لیتے ہیں۔ پچھلے

لاہور کے سفر کے بعد

میری بغل کے نیچے قریباً چار انچ لمبائی اور تین انچ چوڑائی میں پھنسیاں نکل آئی تھیں۔ اور آج پہلا موقع ہے۔ کہ میں بازو کو جسم کے ساتھ جوڑ سکا ہوں۔ یا پرسوں چند منٹ کے لئے ایسا کیا تھا جب ایک جنازہ کے لئے باہر آیا۔ ورنہ میں بازو کو جسم سے ملا نہ سکتا تھا۔ حتیٰ کہ نماز کے لئے بھی گاؤ تکیہ رکھنا پڑتا تھا۔ قریباً چالیس پچاس پھنسیاں تھیں۔ لیکن باوجود اس کے میں بعض دوستوں کو ملنے کا موقعہ دیتا رہا۔ حالانکہ ڈاکٹری مشورہ کے ماتحت مجھے کسی سے نہ ملنا چاہیئے تھا۔ اور مکمل آرام کرنا چاہیئے تھا۔ تا حرکت بالکل نہ ہو۔ لیکن دوستوں کی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے میں انہیں ملاقات کا موقعہ دیتا رہا۔ مگر

چونکہ قاعدہ ہے۔ کہ ہر انسان

اپنی ضرورت کو

زیادہ اہم سمجھتا ہے۔ اس لئے ایک نے جسے ملاقات کا موقعہ نہ مل سکا۔ مجھے چٹھی لکھی۔ کہ اگر خواب کے ذریعہ میں نے آپکی بیعت نہ کی ہوتی۔ تو آج اسے توڑ دیتا ÷

میں سمجھتا ہوں یہ بات

انسانی کمزوری سے انتہا درجہ کی بے خبری

کا نتیجہ ہے۔ انسان کو خدا تعالیٰ نے بعض قوانین کے ماتحت اس طرح جکڑا ہوا ہے۔ کہ وہ خواہ نبی ہو یا ولی ان سے مستثنیٰ نہیں ہو سکتا۔ اور ان میں سے ایک بیماری ہے۔ وہ جب آتی ہے۔ تو سب کے لئے یکساں تکلیف کا موجب ہوتی ہے۔ بلکہ جن کو

اللہ تعالیٰ سے تعلّق

ہوتا ہے۔ یا جن پر کوئی دینی یا دنیوی ذمہ داری ہوتی ہے۔ ان کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ زیادہ حساس ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک دفعہ جب بھڑ نے کاٹا۔ تو آپ پر اسقدر

کرب کے آثار

ظاہر ہوئے۔ کہ اس عمر کے لحاظ مجھے سخت حیرت ہوئی۔ مگر بعد کے

دماغی کام

نے بتایا۔ کہ اس سے حس زیادہ تیز ہو جاتی ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دوسروں کی نسبت زیادہ تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ بھی بعض تکالیف سخت ہوتی ہیں۔ اور وہ سخت سے سخت طبیعت والے کو بھی کمزور کر دیتی ہیں۔ پس ان حالات کا لحاظ نہ کرنا انسانی کمزوری کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہے ÷

اس رقعہ کو پڑھ کر مجھے سخت تعجب ہوا۔ حالانکہ میں لیٹے لیٹے بھی کام کرتا رہا ہوں۔ اور دوستوں کو ملاقات کا موقعہ بھی دیتا رہا ہوں۔ مگر اس میں میں نے یہ امر مدنظر رکھا۔ کہ جو دوست سال یا دو سال سے نہیں مل سکے۔ ان کو موقعہ دیا جائے۔ لیکن ان صاحب کو میں اسی سال میں پہلے بھی مل چکا ہوں جبکہ وہ کافی عرصہ تک اپنے اور اپنے خاندان کے حالات وغیرہ بیان کرتے رہے قریب کے رہنے والوں کو ملاقات کے مواقع دور رہنے والوں سے زیادہ میسر آ سکتے ہیں۔ مگر میں حیران ہوں۔ کہ ان صاحب نے

روکاوٹوں کا اندازہ کئے بغیر

یہ لکھدیا۔ کہ اگر خواب کی بنا پر بیعت نہ کی ہوتی۔ تو میں اسے توڑ دیتا۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں۔ اس قسم کی تحریر کے بعد بیعت خواہ وہ خواب کی بنا پر کی گئی ہو۔ یا الہام کی بنا پر

اخلاقی طور پر

خود بخود ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے۔ کہ کوئی شخص کہے۔ خدایا اگر تو میرا خدا نہ ہوتا۔ تو میں تجھے گالیاں دیتا ÷

سو آج مصافحہ کے متعلق جو انتظام کیا گیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ پرسوں جب میں باہر گیا۔ تو لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے زخم چھل گئے بلکہ اگرچہ پھنسیوں میں اب پیپ نہیں۔ لیکن بعض زخم ہرے ہیں۔ اور میرے زخموں کی کیفیت بھی کچھ ایسی ہے۔ کہ ذرا سی تکلیف سے پھر ہرے ہو جاتے ہیں

اس کے بعد میں دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیں ایسا موقعہ میسر ہے۔ جو دنیا میں اور کسی قوم کو نہیں۔ ہمیں اس سے

پورا پورا فائدہ

اٹھانا چاہیئے۔ دنیا کے اندر کوئی شخص ایسا نہیں ملے گا۔ جو قربانی نہ کرتا ہو۔ ہم جب یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص قربانی نہیں کرتا۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں۔ کہ جس چیز کے لئے کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے نہیں کرتا

اور جس کے لئے نہ کرنی چاہیئے۔ اس کے لئے کرتا ہے۔ ورنہ دنیا میں کوئی ذلیل ترین انسان بھی ایسا نہ ملے گا۔ جو

کسی نہ کسی چیز کے لئے قربانی

نہ کرتا ہو۔ ایک مسرف انسان اپنے نفس کے لئے قربانی کرتا ہے۔ لیکن خدا۔ اس کے دین۔ ملک قوم اور بنی نوع انسان کے لئے نہیں کرتا۔ اگر ہم ایک بخیل کو دیکھیں۔ تو وہ بھی قربانی کر رہا ہے اور اس احساس کے ماتحت کہ روپیہ قیمتی چیز ہے۔ وہ اپنے

نفس کی قربانی

کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اچھا کھانا نہیں کھاتا۔ اچھا کپڑا نہیں پہنتا۔ اپنے بیوی بچوں کے آرام و آسائش کا خیال نہیں کرتا۔ اور اس سے بڑھ کر اور کیا قربانی ہو سکتی ہے۔ یہی قربانی ہے۔ جو ایک مومن بھی کرتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ مومن مال کو

خدا کی راہ میں

خرچ کر کے اپنے نفس کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔ اور بخیل اسے جمع کر کے۔ لیکن بات وہی ہے۔ ایک اپنی جیب میں روپیہ ڈالتا ہے۔ اور کھاتا پیتا نہیں۔ دوسرا خدا کے رستہ میں خرچ کر کے کم کھاتا پیتا ہے۔ گویا

تکلیف کے لحاظ سے

دونوں ایک ہیں۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں شخص قربانی نہیں کرتا تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ وہ خدا کی راہ میں قربانی نہیں کرتا۔ ورنہ دنیا میں ہر ایک انسان قربانی کرتا ہے۔ جس چیز کی خاطر اسے منظور ہوتی ہے۔ اسے بچا لیتا۔ اور باقی کو قربان کر دیتا ہے۔ مومن کو خدا کی محبت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اسے قائم رکھنے کیلئے باقی

سب کچھ قربان

کر دیتا ہے۔ لیکن بخیل کو روپیہ عزیز ہوتا ہے۔ جسے بچانے کے لئے وہ باقی چیزوں کو قربان کر دیتا ہے۔ تو قربانی ہر ایک کرتا ہے۔ ایک بھی انسان دنیا میں ایسا نہیں۔ جو نہ کرتا ہو۔ فرق صرف اچھی یا بری جگہ کا ہے۔ پس جب دنیا میں ہر ایک شخص قربانی کر رہا ہے۔ اور قرآن کریم بھی یہی فرماتا ہے۔

ولکل وجھۃ ھو مولیھا

یعنے ہر ایک انسان کے سامنے ایک مقصد ہوتا ہے۔ اس کی طرف اپنی تمام توجہ کر کے وہ باقی سب سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اور باقی کو قربان کر دیتا ہے۔ تو ثابت ہو گیا۔ کہ دنیا میں ہر انسان کسی نہ کسی چیز کے لئے قربانی کرتا ہے۔ کیونکہ اگر ایسے لوگ بھی دنیا میں ہوں۔ جو ایسا نہ کرتے ہوں۔ تو یہ آیت صحیح نہ ہو گی۔ اور قرآن کی تکذیب لازم آئے گی۔ پس دنیا میں ہر ایک انسان قربانی کرتا ہے۔ اور جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ فلاں شخص قربانی نہیں کرتا۔ تو اس کے معنے صرف یہ ہوتے ہیں۔ کہ اچھی چیز کے لئے نہیں کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کے دین۔ یا اس کے بندوں کی بہبودی کے لئے نہیں کرتا۔

پس جب ہر ایک انسان قربانی کرتا ہے۔ تو فرق صرف یہ ہوا۔ کہ مومن خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور غیر مومن دوسری چیزوں کے لئے اور یہ فرق کوئی ایسی چیز نہیں۔ کہ اسے کوئی

خاص اہمیت

دی جا سکے۔ کیونکہ مومن سے صرف یہ مطالبہ ہوتا ہے۔ کہ جب اس نے قربانی کرنی ہی ہے۔ تو کسی دوسری چیز کے لئے کرنے کے بجائے خدا تعالیٰ کے لئے کرے۔ تا جہاں دوسروں کی قربانیاں ضائع ہوں۔ وہاں اس کی قربانی اس کے لئے

فائدہ کا موجب

ہو۔ جب ایک شخص کو مجبور کیا جائے۔ کہ اس نے ایک من دانے ضرور باہر پھینکنے ہیں۔ خواہ وہ پتھر پر پھینک دے۔ اور خواہ ہل چلی ہوئی زمین میں۔ تو پھر عقلمند وہی ہے جو پتھر پر پھینک کر دانہ ضائع نہ کرے۔ بلکہ ہل چلی ہوئی زمین میں پھینکے۔ جہاں وہ پھر پھل لا سکے۔ بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ ہم کو

خاص قربانی کا مطالبہ

کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ کسی کی قربانی کا محتاج نہیں اس کا منشا صرف یہ ہے۔ کہ تم جو لغو قربانی کرتے ہو اسے اپنے فائدہ کے لئے کرو۔ جس شخص سے دین کے لئے قربانی کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ وہ فرض کرو کہ وہ نہ کرے۔ تو پھر کیا کرے گا۔ وہ روپیہ جمع کر کے اپنے نفس پر اپنے بیوی بچوں کے آرام و آسائش پر خرچ کرے گا۔ گویا روپیہ بہرحال اس کا خرچ ہو جائیگا۔ اس کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ یہ تو نہیں کہتا۔ کہ تم فاقے کرو لیکن اگر روزانہ مرغ یا پلاؤ نہ پکائے جائیں۔ تو کیا حرج ہے۔ اور اس سے فائدہ بھی کیا ہے۔

انسانی جسم میں ترقی

ایک حد تک ہی ہو سکتی ہے۔ اس سے زیادہ کسی صورت میں نہیں ہو سکتی۔ اور ایسے خرچ کا کوئی فائدہ بھی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں اگر اپنے جسکہ میں کمی کر دی جائے۔ اور وہی روپیہ خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا جائے۔ تو وہ آئندہ بھی اس کے بڑے ثمرات کا موجب ہو گا۔ غرض ہم کسی سے

قربانی کا مطالبہ

نہیں کرتے۔ کیونکہ قربانی تو ہر حال میں انسان کو کرنی ہی پڑتی ہے۔ ہم تو صرف جگہ بدلتے ہیں۔ ہر قربانی جو انسان دنیا میں کرتا ہے ضائع جاتی ہے لیکن جو قربانی خدا کے لئے کی جائے۔ وہ بچ جاتی ہے۔ پھل لاتی ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اپنے واسطے زمین پر مال جمع نہ کرو۔ جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتا ہے۔ اور جہاں چور نقب لگاتے اور چراتے ہیں۔ بلکہ اپنے لئے آسمان پر مال جمع کرو۔ جہاں نہ کیڑا خراب کرتا ہے نہ زنگ۔ نہ چور نقب لگاتے ہیں اور چراتے ہیں" (متی باب ٦ ۱۹ تا ۲۱)

قرآن کریم میں آتا ہے۔ اس طرح یہ مال نہ صرف محفوظ رہتا ہے بلکہ ترقی بھی کرتا ہے اور اس قدر بڑھتا ہے۔ کہ انسان اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتا۔ اسی ترقی کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مالا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ یعنے نہ ہی کسی آنکھ نے قربانی کی۔ اس ترقی کو دیکھا ہے نہ ہی کسی کان نے سنا۔ اور نہ ہی کوئی انسانی قلب اس کا قیاس کر سکتا ہے پس وہ بیج جو اس جگہ بویا گیا۔ جہاں وہ بڑھا۔ اور

لامحدود ترقی

کی۔ بہرحال اچھا ہے اس سے۔ جو پتھروں پر ڈالا گیا۔

بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم سے دین کے لئے قربانی کرائی جاتی ہے۔ حالانکہ قربانی تو وہ پہلے ہی کرتے ہیں۔ مسرف انسان اپنی جان بچاتا ہے۔ اور روپیہ خرچ کرتا ہے۔ بخیل جان خرچ کر کے روپیہ جمع کرتا ہے۔ قربانی تو بہرحال ہر انسان دنیا میں کرتا ہے۔ مطالبہ تو صرف اتنا ہے۔ کہ اپنے

بیج کو پتھر پر نہ ڈالو۔

بلکہ ہل چلی ہوئی زمین میں ڈالو۔ جہاں وہ بڑھے اور ترقی کرے۔ اور ایسے مشورہ پر برا ماننا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہتے ہیں۔ کہ کوئی بے وقوف شخص کہیں بطور مہمان گیا۔ میزبان روزانہ اسے اچھے اچھے کھانے کھلاتا نرم نرم بستروں پر سلاتا اور خوب اچھی طرح خاطر و تواضع کرتا جب وہ واپس گیا۔ تو دیر کے بعد ملنے کی وجہ سے اس کی ماں رونے لگ گئی۔ اس پر اس نے کہا۔ ماں جیسی مصیبتیں میں نے دیکھی ہیں۔ خدا کسی دشمن کو بھی نہ دکھائے۔ روزانہ مجھے کیڑے کھلاتے تھے۔ اور نیچے اوپر روئی ڈالکر کوٹتے تھے۔ پس جسے کہا جاتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے لئے مال، عقل، وقت، جان خرچ کرو۔ وہ اسے اگر اپنے اوپر زیادتی یا ظلم تصور کرتا ہے۔ تو اس کی مثال بھی اسی بیوقوف سی ہے۔ جو پلاؤ کو کیڑے سمجھتا تھا۔ دنیا میں کون ایسا شخص ہے جو یہ چیزیں خرچ نہیں کرتا۔ ہر ایک کرتا ہے۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ بیوقوفو

پتھر پر دانے نہ پھینکو

خدا نے جو کھیت تیار کیا ہے۔ اس میں بو دو۔ تا پھر بھی تمہاری یہ چیزیں تمہارے کام آ سکیں۔ ذرا سوچو تو سہی کیا اس کا نام بوجھ یا قربانی ہے۔ اسے بوجھ سمجھنا تو ایسا ہی ہے۔ جیسے کسی بھولے بھٹکے انسان کو راہ پر لگایا جائے۔ اور وہ رونے لگ جائے۔ اس مشورہ پر اعتراض کرنا یا برا منانا ویسا ہی ہے۔ جیسے عیسائی کہتے ہیں۔ شریعت ایک لعنت ہے۔ حالانکہ اگر کوئی شخص شریعت پر عمل کرتا ہے۔ تو اس میں

خدا کا کیا فائدہ ہے

اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے۔ تو وہ خدا کو کیا دیتا ہے۔ کیا جسے صحیح راستہ بتایا جائے وہ رویا کرتا ہے یا شکر گزار ہوتا ہے۔ ہم کسی سے قربانی طلب نہیں کرتے۔ بلکہ صرف یہ کہتے ہیں۔ کہ اپنے مال کنوئیں میں مت پھینکو۔ یہ محض

جھوٹ اور افتراء

ہے۔ کہ خدا کے لئے قربانی کا مطالبہ ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف یہ مطالبہ ہے۔ کہ

بیج صحیح جگہ پر ڈالو

سورہ بقرہ کے آخری رکوع میں خدا تعالےٰ نے اسی امر کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔ اگر پتھر پر بیج ڈالو گے۔ تو خواہ اس پر مٹی بھی پڑی ہوئی ہو۔ پھر جب بارش آئے گی۔ بیج بہ جائیگا۔ اس لئے عمدہ زمین میں بیج ڈالو۔ خوب یاد رکھو۔ خدا۔ رسول۔ خلیفہ۔ بلکہ کوئی مومن بھی

کسی سے قربانی کا مطالبہ

نہیں کرتا۔ بلکہ صرف یہ مشورہ دیتا ہے۔ کہ اپنے بیج اچھی زمین میں ڈالو تا وہ ضائع نہ ہوں۔ اور اگر اس حقیقت کو ہماری جماعت سمجھ لے۔ تو بہت سے کام آسان ہو سکتے ہیں۔ بعض نادان خیال کرتے ہیں۔ کہ ہم سے قربانی کرائی جاتی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ ان کی قربانی سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہماری ذات پر تو وہ خرچ نہیں ہو گا۔ پھر خدا کو بھی کسی کی قربانی کی کیا ضرورت ہے۔ وہ تو خود

سونے چاندی کا پیدا کرنے والا

ہے۔ ہم تو صرف تمہاری بھلائی کا مشورہ دیتے ہیں۔ اور اگر غور کرو۔ تو اس کے لئے شکرگزار ہونا چاہیئے۔ کہ ہم نے تمہارے

بیج کو ضائع ہونے سے بچالیا

ہاں اگر کسی کو خدا تعالیٰ پر ہی ایمان نہ ہو۔ تو اس کا معاملہ علیحدہ ہے۔ اسے چاہیئے۔ پہلے اپنے چشمہ کو صاف کرے۔ اس کا منبع خراب ہے۔ جہاں سے گندہ پانی نکلتا ہے۔ جس سے اس کے اپنے جسم اور ارد گرد بھی خرابی پھیلے گی۔

اس کے بعد میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے پھر ایک ضرورت کے لئے لاہور جانا پڑا ہے۔ میرے بعد مولوی شیر علی صاحب امیر ہونگے دوست جاتی دفعہ بھی مصافحہ نہ کریں۔ اور مجھے راستہ دیدیں۔ کیونکہ جھٹکہ سے درد محسوس ہوتا ہے۔ میں نے خطبہ کے شروع میں کہا تھا۔ کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے ایسا موقعہ دیا ہے۔ کہ کسی اور کو نصیب نہیں۔ اس کے فضل سے ہمارے لئے

ترقیات کے راستے

کھل رہے ہیں۔ مگر ضرورت ہے۔ کہ ہم بھی پہلے سے زیادہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔

میں نے کہا تھا۔ کہ دوستوں کو کم از کم

جمعہ کی رات کو تہجد

ضرور پڑھنی چاہیئے۔ آج کل دعاؤں کی قبولیت کا خاص طور پر موقعہ ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ جب انسان اپنے اندر اخلاص پیدا کر لے اور خدا تعالیٰ سے تعلق قائم کرے۔ تو

تمام خدشے اور وساوس

دور ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے دل میں کسی قسم کی ظلمت باقی نہیں رہتی تمام وساوس خود بخود مٹ جاتے ہیں۔ خواہ ظاہری علوم میں وہ کامل نہ بھی ہو۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بالکل ان پڑھ تھے۔ لیکن کیا کبھی آپ کو کوئی بھی مسئلہ کسی بڑے سے بڑے عالم سے پوچھنے کی ضرورت پیش آئی؟ اللہ تعالیٰ خود ہی سب کچھ آپ کو سکھاتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی دینی علوم خود اللہ تعالیٰ نے سکھائے۔ دنیوی علوم سے تعلق رکھنے والی بات کا کسی سے پوچھ لینا اور بات ہے۔ لیکن

دینی علوم

اپنے برگزیدہ بندوں کو خود خدا تعالیٰ سکھاتا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ قرآن کریم کی کوئی آیت ایسی نہیں۔ کہ دشمن نے اس پر اعتراض کیا ہو۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے اس کی حقیقت نہ سمجھا دی ہو۔ چند ایک آیات تھیں۔ جن کے متعلق آپ فرماتے۔ کاش کوئی دشمن اعتراض کرے۔ تا ان کی حقیقت بھی منکشف ہو جائے۔ مجھ پر

اللہ تعالیٰ کا خاص فضل

ہے۔ کہ کوئی بھی آیت قرآنی ایسی نہیں۔ جو میری سمجھ میں نہ آئی ہو۔ تو اگر انسان اللہ تعالیٰ پر توکل کرے۔ تو وہ خود ایسے رستے اس کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔ کہ کوئی بھی مصیبت اس پر نہیں آتی۔ نہ ہی اس کے دل میں کسی قسم کے وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ اور وہ ایسے میدان میں کھڑا ہو جاتا ہے جہاں

سورج کی شعاعیں

براہ راست اس پر پڑتی ہیں۔ اور مومن کو چاہیئے۔ خدا تعالیٰ سے ایسا تعلق پیدا کرے۔ بعض جنازے ہیں۔ جو میں نے پڑھانے ہیں۔ مگر چونکہ آج جمعہ کے بعد مجھے جلد جانا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ جمعہ میں پڑھاؤں گا۔

بہاء اللہ ایرانی اور دعویٰ الوہیت

غیر مبائعین عام طور پر مسئلہ ختم نبوت یا نبوت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں مرزا حسین علی صاحب کا نام لے کر کہا کرتے ہیں۔ وہ بھی مدعی نبوت تھا۔ یا بہائی بھی ختم نبوت کی وہی تشریح کرتے ہیں۔ جو جماعت احمدیہ بیان کیا کرتی ہے۔ بارہا سمجھایا گیا۔ کہ یہ بالکل غلط ہے۔ بہاء اللہ مدعی نبوت نہیں۔ بلکہ مدعی الوہیت ہے۔ اور بہائی لوگ جماعت احمدیہ کے مسلک پر نہیں بلکہ غیر مبائعین کے طریق پر ختم نبوت کی تشریح کرتے ہیں۔ لیکن وہ اس طرف نہیں آتے۔ تھوڑا ہی عرصہ ہوا ایک حکیم صاحب نے پیغام صلح میں لکھا:۔ "کہ احمدی جو عقیدہ رکھتے ہیں۔ دراصل یہ بہائیوں کا اعتقاد ہے۔ اور اہل قادیان کو چاہیئے کہ بہائی ہو جائیں۔ وغیرہ وغیرہ حکیم صاحب اور دوسرے ناواقف لوگوں کی خاطر ہم ذیل میں جناب مولوی محمد علی صاحب ایم اے کا ایک مکتوب مکمل درج کرتے ہیں۔ مولوی صاحب ۳ ستمبر ۱۹۲۸ء کو ڈلہوزی سے رقمطراز ہیں:۔

مکرم معظم اخویم:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

اس مضمون پر میں مفصل پہلے لکھ چکا ہوں۔ بہاء اللہ مدعی الہام تو تھا۔ نہ مدعی نبوت۔ بلکہ جیسا میں نے اس مضمون میں ظاہر بھی کیا ہے۔ یہ لوگ نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم سمجھتے ہیں۔ اور بہاء اللہ کو مظہر اللہ کہتے ہیں۔ اس کا اپنا دعویٰ قریب قریب خدائی کا ہے۔ والسلام خاکسار محمد علی

امید ہے۔ غیر مبائع اصحاب اپنے امیر صاحب کی اس تحقیق پر صاد کریں گے اور آئندہ بلا وجہ اور ناواجب طور پر احمدیت کی غلط ترجمانی کر کے افترا کے مرتکب نہ ہوں گے۔

(اللہ دتا جالندہری)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک شیدائی کی وفات

مولوی عبد السلام صاحب کاٹھ گڑھی کا انتقال

مولوی عبد السلام صاحب ساکن کاٹھ گڑھ تحصیل گڑھ شنکر ضلع ہوشیارپور ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۱ء بروز پیر بوقت عصر اڑتالیس سال کی عمر پا کر اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خدام میں سے تھے۔ اس علاقہ میں اور کاٹھ گڑھ میں جو خدمت اسلام آپنے سر انجام دی۔ وہ ہمیشہ یادگار رہیگی۔ آپ کی زندگی ایک عاشقانہ زندگی تھی۔ اٹھتے۔ بیٹھتے۔ سوتے جاگتے آپنے خدمت احمدیت میں ایک سرگرم سپاہی کی طرح کام کیا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے۔ کہ آج کاٹھ گڑھ اور اس کے گردونواح میں جماعتہائے احمدیہ قائم ہیں ضلع ہوشیارپور اور ضلع جالندہر کے احمدی ہمیشہ آپکے ممنون احسان رہیں گے آپنے تعلیم کے لئے بہت سا وقت قادیان میں گزارا جہاں قرآن شریف۔ گرنتھ اور سنسکرت کا علم حاصل کیا۔ اور مختلف تبلیغی مناظروں میں آپنے حصہ لیا۔ کاٹھ گڑھ میں آپنے جماعت احمدیہ کی مضبوطی کے لئے ایک گرلز سکول اور ایک احمدیہ مڈل سکول اپنی خاص کوشش اور قربانی سے جاری کیا۔ اس کے علاوہ دن اور رات کے سکول بھی جاری کئے۔ آپ کی ہمدردی کا دائرہ ہر خاص و عام کے لئے وسیع تھا۔ ایک شفاخانہ اسی غرض کے لئے کھولا ہوا تھا۔ آپکی زندگی ایک مسافر کی مانند تھی۔ اور درویشانہ زندگی تھی۔ کوئی لمحہ آپ کا ایسا نہ گزرتا تھا۔ کہ کسی نہ کسی صورت میں خدمت احمدیت میں نہ گزرتا ہو۔ غرض آپنے اس تھوڑی سی زندگی میں عظیم الشان کام کیا۔ آنے والوں کے لئے ایک نمونہ چھوڑا۔ تبلیغ کے لئے ایک عاشق کی مانند آپ گھومتے رہتے تھے۔ آپ کا پروگرام مقرر ہوتا تھا۔ اور اسی کے مطابق کام کرتے۔ کہانے اور پینے کا آپ کو کوئی خیال نہ ہوتا۔ جو کچھ ملا کہا لیا۔ اور جو کچھ ملا پہن لیا۔ اکثر سفر میں آپ دانے جیب میں رکھتے۔ یا روٹی رکھ لیتے۔

آپکے پانچ لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ تین نوجوان نیک اور صالح ہیں۔ دو چھوٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔ اور مرحوم پر ہزارہا برکتیں نازل فرمائے جماعت کاٹھ گڑھ آپ کی اس بے وقت جدائی سے سخت پریشان ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و نگہبان ہو۔

تمام جماعتوں کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ مرحوم کے لئے جنازہ غائبانہ پڑھیں۔ اور ان کے پسماندگان اور جماعت کاٹھ گڑھ کے لئے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔

خاکسار

(غلام قادر خان)

مذاہب غیر

ہندوؤں کے مقاماتِ مُقدسہ

جنوبی ہند کے مندروں کی خصوصیات

ہندوؤں کے مقامات مقدسہ کے لحاظ سے علاقہ مدراس کو ہندوستان کے تمام دیگر حصص پر فضیلت حاصل ہے۔ کیونکہ اس صوبہ میں جتنے منادر وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ وہ غالباً ملک کے کسی اور حصہ میں نہیں پائے جاتے۔ اور دراصل یہی وہ علاقہ ہے۔ جہاں اس وقت تک ہندو دھرم قریباً اپنی قدیم صورت و شکل میں پایا جاتا ہے۔ دگرنہ اور حصص میں تو ہندوؤں نے اسلام کی تعلیم کے اثرات کے ماتحت اس میں ایسی قطع و برید کرلی ہے کہ اصلیت کا کچھ پتہ ہی نہیں چلتا۔ اس علاقہ کے مندر بعض ایسی خصوصیات رکھتے ہیں۔ جو کسی اور صوبہ کے مندروں میں نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً یہ مندر اتنے وسیع ہوتے ہیں کہ بالکل ایک مضبوط قلعہ معلوم ہوتا ہے۔ اور بغیر گائیڈ کے انہیں دیکھنا مشکل ہوتا ہے۔ پھر عام طور پر ساری عمارت پتھر کی بنی ہوئی ہوتی ہے۔ ہر مندر کے وسط میں تالاب اور تالاب کے عین وسط میں اس مندر کے "جھانکی والے استھان" کا ایک نمونہ بنا ہوتا ہے۔ جس تک پہنچنے کے لئے عموماً کشتی میں جانا پڑتا ہے۔ ہر مندر میں مختلف دیوتاؤں کی مورتیوں کے علاوہ شولنگ کی مورتی ضرور ہوتی ہے۔ اور مندر کے صحن یا کسی کونے میں نصب کرکے لوگ اس کی عبادت کرتے ہیں۔ ان باتوں کے علاوہ ایک اور بات یہ ہے کہ مدراس کے مندروں کی مورتیاں اس قدر خوبصورت نہیں ہوتیں۔ جتنی شمالی ہندوستان کے مندروں کی۔ اور ساری کی ساری سیاہ پتھروں سے بنائی جاتی ہیں۔ ان پر اس قدر کڑوا تیل چڑھایا جاتا ہے۔ کہ اردگرد کی زمین پر قدم جمانا بھی مشکل ہوتا ہے۔ آریہ گزٹ کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ "جنوبی ہند کے پنڈے پجاری ویسے ہی دکھدائی (تکلیف دہ) بے سمجھ۔ ان پڑھ اور دھرم سے انبھگیہ ہوتے ہیں جیسے کسی اور جگہ کے۔ لیکن یہ یاتریوں کو اتنا تنگ نہیں کرتے۔ تھوڑے سے چڑھاوے سے تریت (مطمئن) ہوجاتے ہیں۔"

ایک ہزار آٹھ شولنگ

اس علاقہ کے مندروں میں تنجور شہر کا مندر بہت مشہور ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں شوجی کی سواری کے بیل کی پتھر کی مورت قریباً اصل کے برابر بنی ہوئی موجود ہے۔ جو ایسی صفائی سے بنائی گئی ہے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ زمانۂ حال ہی میں بنائی گئی ہے۔ حالانکہ دراصل یہ بہت ہی پرانی ہے۔ اس کے علاوہ اس مندر میں ایک ہزار آٹھ شولنگ موجود ہیں۔ اور اس لحاظ سے اگر اس مندر کو شوجی کا ہیڈ کوارٹر کہا جائے۔ تو غیر موزوں نہ ہوگا

چدامبرم کا مندر

تنجور کے بعد صوبہ مدراس میں چدامبرم کا مندر سب سے عظیم الشان ہے۔ یہ شہر ساؤتھ انڈین ریلوے پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ مگر مندر اتنا بڑا ہے۔ کہ تمام کی دیکھ بھال بھی نہیں کی جاسکتی۔ اس کی شکل بالکل قلعہ کی سی ہے۔ اس کے اندر ایک بہت بڑا وسیع ہال ہے۔ جو ایک ہزار پتھر کے ستونوں پر کھڑا ہے۔ چھت اور دیواروں پر ایسی نقش نگاری کی گئی ہے کہ ہزارہا سال گزر جانے کے بعد بھی آب و تاب بدستور موجود ہے۔

امانالیہ یونیورسٹی

اس کے علاوہ اس شہر میں ایک ہندو یونیورسٹی ہے جسے علی گڑھ اور بنارس کی یونیورسٹیوں کی طرز پر صوبہ مدراس کے ایک بڑے زمیندار امانالیہ چیٹر نامی نے قائم کیا ہے۔ اور باقاعدہ Recognised ہے۔ اسوقت قریباً سات سو طالبعلم یہاں تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ جو سب کے سب بورڈنگ ہاؤس میں قیام رکھتے ہیں۔ اس یونیورسٹی میں سنسکرت اور تامل زبانوں کی اعلیٰ تعلیم اور گائن ودیا سکھائی جاتی ہے جس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ ہندو قوم کو اپنے مذہبی علوم اور زبان کو زندہ رکھنے کی کس قدر دُھن ہے۔ باوجودیکہ سنسکرت زبان اس وقت دنیا میں مُردہ ہوچکی ہیں۔ انکی طرف سے اسے دوبارہ جاری کرنیکے لئے بصرف زر کثیر اکناف ہند میں باقاعدہ یونیورسٹیاں قائم کرنا انکی اولوالعزمی اور استقلال کی دلیل ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے درس عبرت۔ دراصل ہندوؤں نے اس نکتہ کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ کہ جب تک اپنی مذہبی زبان کو زندہ نہ رکھا جائے۔ اسوقت تک اپنے کلچر اور تہذیب کا قیام بھی مشکل ہے۔ لیکن مسلمان اس سے بالکل غافل ہیں۔ اور اپنی قومی اور مذہبی زبان کے بقاء و استحکام کے لئے ان کی طرف سے قطعاً کچھ نہیں کیا جارہا۔

ترچناپلی کا مندر

صوبہ مدراس کے مشہور شہر ترچناپلی میں ایک پہاڑی پر ایک مندر واقعہ ہے۔ جسے پہاڑی کا مندر کہتے ہیں۔ مندر تک پہنچنے کے لئے چارسو ستائیس سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں۔ لیکن کسی عقیدتمند ہندو نے اس تمام راستہ پر نہایت عمدہ طریق سے چھت ڈال دی ہے۔ جس کی وجہ سے بارش اور دھوپ کے باعث مندر کی زیارت کے لئے جانے والوں کو تکلیف نہیں ہوتی۔

راجہ رام چندر جی کی یادگاریں

علاقہ بمبئی میں گوداوری ندی کے کنارہ پر ایک چھوٹا سا شہر ناسک کے نام سے آباد ہے۔ جس کے دوسری طرف ایک قصبہ پنچ وٹی نام سے آباد ہے۔ ہندوؤں کا عقیدہ ہے۔ کہ راجہ رام چندر صاحب نے اپنے بن باس کا اکثر وقت اسی قصبہ میں گزارا تھا۔ اس لئے آپ کے نام سے اس جگہ بہت سے مقامات منسوب ہیں۔ جنھیں متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ یہ مقامات بقول نامہ نگار آریہ گزٹ "سینکڑوں کاہل اور سُست الوجود ان پڑھ برہمنوں کی آجیوکا سادھن بنے ہوئے ہیں"۔ اس کے قریب ہی ایک اور جگہ پتوبن کے نام سے مشہور ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ راماین میں راجہ لکشمن کے سروپ نکھا کی ناک کاٹنے کا جو واقعہ درج ہے۔ وہ اسی مقام پر ہوا تھا۔ ممکن ہے۔ یہ مقام کسی زمانہ میں بن کی حیثیت رکھتا ہو۔ لیکن اس وقت محض ایک پرتلا میدان ہے۔ جس میں سبزی اور گھاس پات کا کہیں نام و نشان تک نہیں ؛

اجین کے مندر

اجین چھپرا ندی کے کنارے پر ایک خوبصورت شہر ہے۔ جہاں پر مندروں کی تعداد قریباً ایک ہزار بتائی جاتی ہے لیکن زیادہ مشہور گوپال مندر اور کالی مایا کا مندر ہیں۔ اور انہی کی طرف زائرین زیادہ متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ وہاں درجنوں مقامات ایسے بھی ہیں۔ جنہیں کسی نہ کسی روایت کی بناء پر تقدس کا درجہ حاصل ہے۔ اس شہر میں ایک اور مقام ہے۔ جسے جنتر منتر کہا جاتا ہے۔ اور جہاں ایسا انتظام کیا گیا ہے۔ کہ بغیر گھڑی کی مدد کے صحیح وقت اور دن رات کے چھوٹے بڑے ہونے کا حال معلوم ہوجاتا ہے۔

حضرت عالمگیر کا پُرانا محل

شہر سے تین میل کے فاصلہ پر ایک عظیم الشان محل ہے۔ جو حضرت اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے لئے تعمیر کرایا تھا۔ لیکن سلطنت مغلیہ کے زوال پر مہاراجہ گوالیار نے اس پر قبضہ کرلیا۔ اور اس وقت یہ اس کے تصرف میں ہے۔ اس کے بعض حصوں میں کتر بیونت کرکے اسے زمانہ حال کے ڈیزائن کے مطابق کرلیا گیا ہے۔ لیکن اس کے چاروں طرف نہایت خوبصورت اور فرحت بخش باغات اور ان میں دریائے چھپرا کے پانی سے لبریز باون تالاب اس وقت بھی شاہان مغلیہ کی نفاست پسندی اور قدیم مسلمانوں کی فن تعمیر میں کمال درجہ کی دسترس کا ثبوت پیش کررہے ہیں ؛

مندروں کے خلاف ہندوؤں کی جدوجہد

تمام اقوام اپنے بزرگوں کی یادگاریں قائم رکھنا اپنا فرض سمجھتی ہیں اور خاصکر وہ یادگاریں جو مذہبی روایات کی حامل ہوں۔ لیکن اس سلسلہ مضامین سے ناظرین نے اندازہ لگایا ہوگا۔ کہ ہندوؤں کے تعلیم یافتہ اور آزاد خیال طبقہ کی یہ کوشش ہے۔ کہ زمانہ قدیم کے مندروں کو ان علامات اور نشانات سے محروم کردیں۔ جو انکے بزرگوں نے قائم کئے تھے۔ اس کوشش میں ہندو حق بجانب بھی ہیں۔ کیونکہ ایسے منظر انسانی اخلاق کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔ لیکن اس بات کا افسوس ضرور ہے کہ پڑھے

عیسائیوں کی شرافت کا اظہار اور مناظرہ سے فرار

میر فقیر اللہ شیدا

عیسائیوں کے مناظرہ سے فرار کے متعلق میر فقیر اللہ صاحب شیدا کے مضامین ایک غیر جانبدار کی حیثیت سے اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ جن میں انہوں نے عیسائیوں کو ان کے اپنے اصول کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ جو وہ اپنے لئے پسند کرتے ہیں۔ وہی دوسروں کے لئے پسند کریں۔ یعنی اپنی طرف سے اگر وہ مناظر خود مقرر کرتے ہیں۔ تو احمدیوں کو بھی یہ حق دیں۔ کہ جس کو وہ پسند کریں۔ اپنی طرف سے مناظرہ کے لئے پیش کریں۔ لیکن ایڈیٹر صاحب نور افشاں نے بجائے اس کے کہ اس مبنی بر انصاف اصول کو تسلیم کرتے۔ اور اس کے مطابق عمل کرتے۔ میر فقیر اللہ صاحب کے مضمون کی مفروضہ غلطیاں نکالنی شروع کر دیں۔ اور ان پر الٹے سیدھے اعتراض کر کے اصل مطالبہ سے اغماض کرنے کی بے سود کوشش کی اور میر فقیر اللہ صاحب کو احمدی ظاہر کر کے ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ پر یہ محض جھوٹا اور بے بنیاد الزام تراشا کہ میر فقیر اللہ صاحب نے ناظر صاحب کے ایماء پر وہ مضامین تحریر کئے ہیں۔ جن کی وجہ سے عیسائی ایڈیٹر کا دماغ ماؤف ہو گیا۔ حالانکہ میر فقیر اللہ صاحب کو شہر گوجرانوالہ کے مسلمان۔ عیسائی یا کم از کم نیم عیسائی خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ عیسائیوں کے ساتھ گرجا میں عبادت کے لئے جاتے ہیں اور ان کی طرف سے مسلمانوں کے ساتھ مناظرہ وغیرہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ ان کو احمدیت سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اور اس بات کی تصدیق ایڈیٹر صاحب اخبار نور افشاں انچارج مشن احاطہ شہر گوجرانوالہ سے دو پیسہ کا کارڈ تحریر کر کے کر سکتے تھے۔ لیکن ایڈیٹر صاحب کی طبیعت "پیدائشی گنہگار" ہونے کی وجہ سے بدظنی کی طرف گئی۔ اور بغیر سوچے سمجھے۔ اور بغیر صحیح حالات معلوم کئے۔ میر فقیر اللہ صاحب کے خلاف نیش زنی کر کے اپنے آپ کو حق پسند طبقہ کی نظروں سے گرا لیا۔

عیسائی مقابلہ پر آئیں

ایسے لوگ جن کا تعلق نہ احمدیوں سے ہے اور نہ عیسائیوں سے وہ اس بات کے منتظر تھے۔ کہ کب عیسائی صاحبان میر فقیر اللہ صاحب کے پیش کردہ اصول پر عمل کر کے مناظرہ کی شرائط طے کرتے ہیں۔ اور طالبان حق کو موقع دیتے ہیں کہ وہ دیکھیں فریقین میں سے صداقت کس کے پاس ہے۔ لیکن ان کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ جب انہوں نے دیکھا کہ عیسائی صاحبان بجائے منصفانہ اصول کو تسلیم کرنے کے ان لوگوں کے خلاف الزام تراشی پر اتر آئے ہیں۔ جو ان کو مساویانہ شرائط پر مناظرہ کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ عیسائیوں کو چاہئے۔ کہ وہ اب بھی مرد میدان بنیں۔ اور احمدیوں کے مقابلہ پر مناظرہ کے لئے نکل آئیں۔ ورنہ کانوں پر ہاتھ رکھیں اور پھر کبھی احمدیوں کے مقابلہ پر آنے کا نام نہ لیں۔

میر فقیر اللہ صاحب سے شکوہ

ہمیں میر فقیر اللہ صاحب شیدا سے بھی شکوہ ہے۔ کہ وہ اسلام جیسے دین فطرت سے روگردان ہو کر مسیحی بھیڑوں میں شامل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جن کو اتنی بھی جرأت نہیں کہ مساوی شرائط پر مقابلہ میں نکل سکیں۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جن کی مقابلہ پر آنے سے روح کانپ رہی ہے۔ اور آئیں بائیں شائیں کر کے فرار کی راہ نکال رہے ہیں۔ اور حق کی طرف توجہ دلانے والوں پر الٹے الزام تراش رہے ہیں۔ میر فقیر اللہ صاحب کا فرض ہے کہ وہ اپنے مسیحی پادریوں کو مناظرہ کے لئے تیار کریں۔ تاکہ حق و باطل میں تمیز ہو۔ اور ان پر منکشف ہو جائے۔ کہ صداقت کس طرف ہے۔ ورنہ عیسائیت سے تائب ہو کر اسلام کے آغوش میں آ جائیں۔ کیونکہ تین خداؤں کے ماننے والوں میں شامل ہونا یا ان کے عقائد باطل کو صحیح تسلیم کرنا کبھی بھی موجب فلاح نہیں ہو سکتا۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ باطل پرست حق کے پرستاروں کے مقابل پر کبھی نہیں ٹھہر سکتے۔ کیونکہ باطل پرستوں کو اپنی اندرونی کمزوری کا احساس اس قابل نہیں رہنے دیتا۔ کہ وہ مرد میدان بن کر حق کے مقابلہ میں برد آزما ہو سکیں۔ ہمیں امید واثق ہے۔ کہ میر فقیر اللہ صاحب شیدا عیسائیوں کے رویہ سے سبق حاصل کریں گے۔ اور صراط مستقیم پر آ جاویں گے۔ محمد اقبال از گوجرانوالہ

اعلیٰ افسران محکمہ تعلیم سے اپیل

دی ینگ مینز ایسوسی ایشن فتح گڈھ ضلع گورداسپور نے ۱۹۲۴ء میں اکرم گرلز سکول قصبہ میں جاری کیا۔ اور ڈپٹی ڈائرکٹرس جبر پبلک انسٹرکشن پنجاب لاہور کی چٹھی نمبری $\frac{92}{2.2.25}$ کے مطابق ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور نے ریزولیوشن نمبر ۳ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۲۵ء میں اس مدرسہ کیلئے زر اعانت منظور کی۔ اور چٹھی نمبری $\frac{1936}{19.5.26}$ کے مطابق مدرسہ کو ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے زر اعانت ملتی رہی۔ ۱۹۲۶ء اور ۱۹۲۸ء کی زر اعانت جو مدرسہ کے لئے منظور ہوئی۔ اور جس کی اطلاع ڈپٹی ڈائرکٹرس صاحبہ نے چٹھیات نمبر $\frac{2588}{10.6.28}$ اور $\frac{24}{21.5.30}$ میں بوساطت تم ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور اور سمال ٹاؤن کمیٹی فتح گڈھ ضلع گورداسپور کو دے دی تھی۔ تحریر پایا تھا۔ کہ مدرسہ مذکور نے ۔/۱۲۰ روپے اور ۔/۶۵ روپے زر اعانت حاصل کی ہے۔ جو مینجر صاحب مدرسہ کو دی جائے لیکن ابھی تک معرض التوا میں ہے۔ لمبے انتظار کے بعد افسران بالا ضلع ہذا اور محکمہ کی خدمت میں زر اعانت کے حصول کے لئے درخواستیں دیں۔ متذکرۃ الصدر روپیہ کا نہ تو ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور ہی ذمہ وار ٹھیرا اور نہ ہی سمال ٹاؤن کمیٹی فتح گڈھ۔ محکمہ نے ڈسٹرکٹ بورڈ گورداسپور اور سمال ٹاؤن کمیٹی فتح گڈھ کو مجبور کیا۔ تو ڈسٹرکٹ بورڈ نے جواب دیا۔ کہ اس نے اپنے ریزولیوشن میں یہ پاس کر دیا ہے۔ کہ سمال ٹاؤن کمیٹیوں کی حدود میں جس قدر پرائمری مدارس ہیں۔ خواہ زنانہ ہوں یا مردانہ۔ ان کی زر اعانت کی ادائیگی کی ذمہ وار خود کمیٹیاں ہیں۔ مگر اس کی مدرسہ ہذا کو کوئی باضابطہ اطلاع نہیں اور نہ ہی ڈسٹرکٹ بورڈ نے کوئی نوٹس دیا۔ جب زر اعانت محصولہ کا مطالبہ سمال ٹاؤن کمیٹی فتح گڈھ سے کیا گیا۔ تو اس نے کہہ دیا کہ ہم نے اپنے بجٹ میں ایجوکیشن کے لئے روپیہ ہی نہیں رکھا۔ محکمہ اور افسران بالا سے کئی سال سے اس کے متعلق خط و کتابت جاری ہے۔ مسلم ایجوکیشنل کانفرنس لاہور نے بھی محکمہ سے پر زور مطالبہ کیا ہے۔ ڈپٹی ڈائرکٹرس صاحبہ کی چٹھی نمبری $\frac{15}{2.3.32}$ کے جواب میں گورنمنٹ پنجاب (منسٹری آف ایجوکیشن) کے انڈر سکرٹری صاحب بہادر نے اپنی چٹھی نمبری $\frac{A-4-9-1}{30.3.32}$ بنام ڈپٹی ڈائرکٹرس صاحبہ پبلک انسٹرکشن پنجاب میں ورنیکلر گرلز ... کے لئے ۔/۷۵ ۳ روپیہ منظور فرمائے اور متعلقہ سمال ٹاؤن کمیٹیوں کو زر اعانت کی ادائیگی کے لئے ہدایات صادر فرمائیں۔ چنانچہ اکرم گرلز سکول فتح گڈھ ضلع گورداسپور کے لئے گورنمنٹ پنجاب نے مبلغ ۔/۱۰۴ روپے منظور کئے مگر جب مینجر صاحب مدرسہ مذکور نے حسب ہدایت انڈر سکرٹری صاحب بہادر بل بنا کر سمال ٹاؤن کمیٹی فتح گڈھ کو دیا۔ تو اس نے بل لینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا ہمارے اس سال کے بجٹ میں تعلیم کیلئے روپیہ ہی نہیں رکھا گیا۔ ضلع بھر کی تمام سمال ٹاؤن کمیٹیوں نے گورنمنٹ پنجاب کا منظور شدہ زر اعانت گورنمنٹ سے وصول کر کے مدارس زنانہ کو تقسیم کر دیا۔ مگر صرف ایک یہی سمال ٹاؤن کمیٹی ہے۔ جو اب تک مدرسہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا رہی ہے۔ اس کے متعلق خط و کتابت بدستور جاری ہے۔ چنانچہ ڈپٹی ڈائرکٹرس صاحبہ نے اپنی چٹھی نمبر $\frac{5805}{12.9.32}$ میں جو کہ مینجر صاحب مدرسہ کی چٹھی نمبر $\frac{362}{...}$ کے جواب میں ہے۔ تحریر فرمایا ہے۔ کہ کیس صاحب ڈائرکٹر بہادر

ہیڈ ماسٹر ہائی سکول میرپور کی

دل آزار روش

عرصہ ایک سال سے موجودہ ہیڈ ماسٹر ہائی سکول میرپور میں آیا ہے۔ طلباء سے باغیچہ لگوانے کا شوق رکھتے ہیں لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ باغیچہ کے لئے پانی طلباء کے ذمہ ہے۔ جو کافی دور سے لانا پڑتا ہے۔ بڑی بڑی بالٹیاں ہیں۔ جن کا اٹھانا اکثر طلباء کی ہمت سے بہت زیادہ ہے۔ اسی وجہ سے اکثر طلباء جب حاضری سکول سے پس و پیش کرتے ہیں۔ تو والدین کو مار پیٹ کر کے سکول روانہ کرنا پڑتا ہے۔ جس جھیڑ سے پانی لایا جاتا ہے۔ وہ ناپاک ہے۔ اس لئے مسلمان طلباء کی نماز میں بھی بوجہ کپڑے ناپاک ہو جانے کے روک پیدا کی جاتی ہے ۔:۔

سکول کے سامنے ایک وسیع گراؤنڈ ہے۔ جس کے شمالی سائڈ پر عدالت تحصیل واقع ہے۔ اس طرف سے ہوتا ہوا ایک عام رستہ تحصیل و شہر کو آتا ہے۔ چونکہ شمال مشرقی علاقہ سے آنے والے تمام لوگ مسلمان ہوتے ہیں۔ اس لئے ہیڈ ماسٹر نے مسلمانوں کو تکلیف دینے کے لئے اس طرف طلباء کا پہرہ لگا دیا۔ تاکہ اس راستہ سے کوئی گذرنے نہ پائے۔ حالانکہ ہر روز صبح و شام شہر کے اکثر ہندو اسی راستہ سے گذر کر گراؤنڈ میں اور اس کے قریب پاخانہ پھرتے ہیں لیکن انہیں منع نہیں کیا جاتا۔

سکول میں مسلمانوں کے پینے کا پانی رکھنے کا جو کمرہ تھا۔ اسے ہیڈ ماسٹر نے پاخانہ بنا لیا ہے۔ اور مسلمانوں کو پانی رکھنے کے لئے ایسی جگہ دی ہے۔ جہاں سکول کا خاکروب ٹھہرا کرتا تھا۔

بموجب قاعدہ سکول سائنس اور لائبریری کے لئے طلباء سے نقد ضمانت لی جاتی ہے۔ جو سکول چھوڑنے پر واپس کی جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی مسلمان لڑکا سکول چھوڑ دے۔ تو واپسی ضمانت کے لئے اسے یا اس کے ورثاء کو دو دو ہفتہ تک ہر روز حاضری کے لئے مجبور کیا جاتا ہے۔ اور اس قدر ہتک آمیز سلوک کر کے ذلیل کیا جاتا ہے۔ جو بیان سے باہر ہے ۔:۔

اگر کوئی غریب مسلمان لڑکا داخل سکول ہونے کے لئے آئے۔ تو بلا تحقیق فیس لگا دی جاتی ہے۔ اور معافی کے لئے پٹواری و تحصیلدار کی تصدیق کے لئے کئی کئی مہینے غریبوں کو خوشامد کرنے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ لیکن ان سب باتوں سے ہندو لڑکوں کو مستثنیٰ رکھا جاتا ہے۔

اگر کوئی مسلمان لڑکا کسی وجہ سے خارج ہو کر پھر داخل سکول ہونا چاہے۔ تو اسے کئی کئی ماہ تک داخل نہیں کیا جاتا ۔:۔

سکول میں جو بیس کے قریب ٹیچر ہیں۔ جن میں سے قریباً تین ادنیٰ درجوں پر مسلمان ہیں۔ اور وہ بھی کس مپرسی کی حالت میں۔ خارجاً سنا گیا ہے۔ کہ ایک مسلمان ٹیچر کی تنخواہ ماہ اسوج ۸۸ سمبت سے ۱/۲ ۱۰ یوم کی تنخواہ وضع کر لی گئی ہے۔ قصور یہ۔ کہ ٹیچر مذکور نے ماہ بیساکھ ۸۸ سمبت کے اخیر تک آٹھ یوم کی رخصت حاصل کی تھی۔ انہی دنوں اتفاق سے مہاراجہ بہادر کی تشریف آوری پر ایک تعطیل تمام ریاست میں منائی گئی۔ اس تعطیل کو ٹیچر مذکور کی رخصت کے ساتھ شامل کر کے تمام رخصت کالعدم کر دی گئی۔ حالانکہ یہ کوئی گزیٹڈ تعطیل نہ تھی ۔:۔

ہیڈ ماسٹر میرپور کی اس دل آزار روش اور ناانصافی کی چند مثالیں پیش کر کے افسران بالا سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ کم از کم سیکنڈ ماسٹر مسلمان لگا لیا جاوے۔ اور ہیڈ ماسٹر مذکور کو متذکرہ بالا بے عنوانیوں پر تنبیہ کی جائے۔ کیا حکام متعلقہ ہمدردانہ غور فرماویں گے (نامہ نگار)

قابل توجہ وزارت جموں

احاطہ عدالت میرپور میں ایک آدمی اہل مقدمات کو پانی پلانے پر مقرر ہے۔ جو خزانہ سرکار سے تنخواہ لیتا ہے۔ مگر وہ ہندو ہے۔ اور اہل مقدمات میں اکثریت مسلمانوں کی ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے پانی سے اہل مقدمات کو کوئی فائدہ نہیں پہونچتا۔ صرف عدالت کے اہلکار اور وکلاء جو سب کے سب ہندو ہیں۔ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور پانی پلانے والا مقرر کرنے سے جو غرض سرکار کی تھی۔ وہ بالکل مفقود ہے۔ بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا۔ کہ مدعا علیہ مسلمان پانی پینے کے لئے احاطہ عدالت سے باہر گیا۔ تو ہوشیار مدعی ساہوکار نے عدم حاضری میں یکطرفہ کارروائی کرا کے غریب سائل کو نقصان پہنچا دیا ۔:۔

میرپور کے مسلمانوں کو عرصہ سے یہ عام شکایت ہے۔ کہ وہ کسی قانون دان سے انصاف کے لئے صحیح مشورہ نہیں حاصل کر سکتے۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا۔ کہ مقدمہ خانقاہ بنام سنگھ سبھا جب شہری مسلمانوں کی طرف سے تمام وکلاء میرپور کو پیروی کے لئے کہا۔ تو سب نے انکار کر دیا۔ سب جج میرپور کی عدالت میں اس کے خلاف درخواست دی گئی۔ مگر مقامی وکلاء کے اثر اور رعب کی وجہ سے سب جج بھی کوئی ایکشن نہ لے سکا ۔:۔

یہ بات سخت خطرناک ثابت ہو رہی ہے۔ کہ باپ ساہوکار ہے۔ تو بیٹا وکیل۔ داماد عرضی نویس ہے۔ تو خسر اہلمد اور برادری کا ایک شخص سب جج ایسے حالات میں معلوم ہو سکتا ہے کہ اس جال سے ایک زیرک سے زیرک آدمی بھی نہیں نکل سکتا۔ چہ جائیکہ ایک سادہ لوح اور جاہل غریب مسلمان صحیح مشورہ حاصل کر کے نجات یا انصاف حاصل کر سکے ۔:۔

ذمہ وار افسران سے استدعا کی جاتی ہے۔ کہ حالات متذکرہ بالا کو جس قدر جلدی ہو سکے۔ تبدیل کر کے مسلمانوں کے لئے راہ نجات پیدا کی جاوے ۔:۔ (نامہ نگار از میرپور)

ضلع ہوشیارپور کی احمدی جماعتوں کو اطلاع

مکرمی چوہدری عبدالسلام صاحب نائب مہتمم تبلیغ ضلع ہوشیارپور فوت ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ الفضل ۵۱ میں شائع کیا جا چکا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چونکہ نائب مہتمم صاحب تبلیغ کا انتخاب تمام ضلع کی احمدیہ انجمنوں کے مشورہ سے ہوتا ہے۔ مگر اس وقت جلسہ سیرت النبی کی تاریخ ۸ نومبر ۱۹۳۱ء مقرر ہو کر کام زیادہ ہو گیا ہے۔ اور وقت تنگ ہے۔ اس وجہ میں چوہدری عبدالسلام صاحب کی جگہ چوہدری ابھیو خاں صاحب پنشنر ساکن سڑوعہ کو بطور قائمقام نائب مہتمم تبلیغ تجویز کرتا ہوں۔ اس ضلع کی تمام جماعتوں کو چاہئیے۔ کہ وہ چوہدری صاحب کی ہدایات کے ماتحت کام کریں۔ اور ان سے پورا تعاون کیا جائے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

نظارت دعوت و تبلیغ کا اعلان

۔۔(ضروری)۔۔

یہ دیکھ کر کہ رجسٹرڈ ٹیلیگراف ایڈریس میں چنداں فائدہ نہیں۔ نظارت دعوت و تبلیغ نے اپنا رجسٹرڈ ٹیلیگراف ایڈریس یعنے "تبلیغ" منسوخ کرا دیا ہے۔ لہذا احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ آئندہ تبلیغ لکھنے کے تار کا پتہ ناظر تبلیغ قادیان لکھا کریں۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

فیروزپور میں احمدی خاتون ڈاکٹر

محترمہ ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ سب اسسٹنٹ سرجن کی تبدیلی ملیسی سے فیروزپور شہر ہو گئی ہے۔ خاص شہر اور مضافات کی احمدی خواتین ضرورت کے وقت ان کی خدمات سے فائدہ اٹھا سکتی ہیں ۔:۔

چھپ گئی!! حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی معرکۃ الآرا تصنیف

سیرت خاتم النبیین حصہ دوم

یہ وہ محققانہ تصنیف ہے جس کے لئے احباب جماعت مدت سے چشم براہ تھے۔ اس کے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی کئی بار فرما چکے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی سوانح عمریاں چھپی ہیں یہ ان سے اچھی اور بہت اچھی ہے۔ ہر ایک احمدی دوست کو چاہیئے۔ کہ اس در بیش بہا کو منگوا کر پڑھے۔ اور اپنی معلومات اور عرفان میں اضافہ کرے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے جس تحقیق اور محنت کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ ہم دعوےٰ سے کہتے ہیں۔ کہ اس میں جن مضامین پر بحث کی گئی ہے وہ واقعی اپنے اندر اچھوتا رنگ رکھتے ہیں۔ عام اشاعت کی خاطر قیمت بھی کم رکھی گئی ہے تاکہ دوست آسانی کے ساتھ خرید سکیں۔ تختی کلاں۔ کاغذ اعلیٰ درجہ کا لکھائی جلی اور خوشخط۔ چھپوائی نفیس اور دیدہ زیب۔ **حجم تقریباً پونے چھ سو صفحہ** باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ مجلد کی تین روپے حصہ اول کی قیمت ۱/۸ ہے۔

ہندو راج کے منصوبے حصہ دوم

یہ اس معرکۃ الآرا اور شہرۂ آفاق تصنیف کا دوسرا حصہ ہے جو گذشتہ سال ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوئی۔ اس کی قبولیت کا بھی یہ عالم ہے کہ ایک ماہ کے اندر کئی بار چھپوانی پڑی۔ حجم ۲۲۰ صفحہ قیمت فی نسخہ ۶/ ایک روپے کے تین ۱۰۰ کی قیمت بیس روپے جلد منگوائیے۔ ورنہ چوتھے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑیگا۔ دوستوں کو چاہیئے کہ باہمی مل کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوائیں تاکہ محصولڈاک اور قیمت میں بھی رعایت رہے۔

کشمیر کے حالات

یہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مرتب کروایا اور بک ڈپو نے دوسری بار مع مناسب ترمیم و اضافہ کے شائع کیا ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے کہ اس کو منگوا کر کثرت سے مسلمانوں میں تقسیم کریں تاکہ انہیں کشمیر کے ۳۰ لاکھ مظلوم مسلمانوں کی مظلومی و تباہ حالی کا علم ہو۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ حجم ۴۰ صفحہ قیمت ۱/۲ سیکڑہ

ملنے کا پتہ:۔ **بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان**

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اشتہار

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ڈہلواں ڈیپو کے دو ہزار لوہے کے ڈرم کی خرید کے لئے جن میں ایک ڈرم چالیس گیلن کی وسعت رکھتا ہے۔ سربمہر لفافوں میں نیلامی کی بولیاں مطلوب ہیں۔ بولیاں سربمہر لفافوں میں جن پر الفاظ چالیس گیلن کی وسعت کے لوہے کے ڈرموں کی خرید کے لئے ٹینڈر لکھے ہوئے ہوں۔ کنٹرولر آف سٹورز نارتھ ویسٹرن ریلوے ایمپریس روڈ لاہور کے نام ۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء کو دن کے دو بجے تک پہنچ جانیں گے۔ جو اگلے دن ڈھائی بجے بعد دوپہر کھولے جائیں گے اگر ٹینڈر دینے والے حاضر ہونا چاہیں۔ تو وقت مقررہ پر پہنچ جائیں۔

بولی قبول ہو جانے پر کامیاب ٹینڈر کو کل رقم سات روز کے اندر اندر ادا کرنی ہوگی۔ اور پندرہ دن کے اندر اندر ڈرم اٹھا لینے ہوں گے۔ اگر ایسا نہ کریگا۔ تو اس کی زر ضمانت ضبط ہو جائیگی۔

ٹینڈر دینے والوں کو چیف کیشیئر اور خزانچی نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور کے پاس دو سو روپیہ زر ضمانت کے طور پر جمع کرانا ہوگا۔ اور اس کی رسید بولی کے ہمراہ مقررہ تاریخ پر بھیجی ہوگی مذکورہ رسید کے بغیر جو بولیاں موصول ہونگی۔ ان پر غور نہیں کیا جائیگا

کنٹرولر آف سٹورز سب سے زیادہ یا سب سے کم قیمت کی کسی بولی کے قبول کرنیکا ذمہ نہیں لیتے۔ اور کسی ایک یا تمام بولیوں کو وجہ بتائے بغیر نامنظور کرنیکا حق محفوظ رکھتے ہیں۔

ہیڈ کوارٹرز آفس لاہور
این ڈبلیو ریلوے
مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۳۱ء

بخار کی چٹکی

اس امریکن دوا کی تین چٹکی تھوڑے گرم پانی میں ملا کر پندرہ پندرہ منٹ کے بعد دینے سے ہر قسم کا بخار۔ زکام۔ پسلی نمونیہ پلیگ موتی جھرہ۔ چیچک پتے ہرے دست آنا۔ لو اور گرمی کا اثر دفع ہو جاتا ہے۔ مقوی ہے۔ ٹانک کا کام دیتی ہے آزمائش شرط ہے۔

ڈاکٹر محمد حسن احمدی ایم۔ ڈی۔ ایچ۔ ایس
بیری اکبر پور کان پور

---

۸ نومبر ۱۹۳۱ء یاد رکھیں

سیرۃ النبیؐ کے جلسوں کی خوشی میں عنقریب عظیم الشان رعایت کا اعلان ہونیوالا ہے۔ یہ رعایت صرف ایکدن ۸ نومبر ۱۹۳۱ء کے لئے ہوگی۔ الفضل کے خاتم النبیین نمبر کا انتظار فرمائیے۔ زرعی آلات و مشینری کے خریداروں کے لئے سنہری موقعہ ہوگا۔

ایم اے رشید اینڈ سنز سوداگران مشینری احمدیہ بلڈنگ بٹالہ ضلع گورداسپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لندن ۲۴ اکتوبر کا ایک تار مظہر ہے کہ سنارٹی کمیٹی کے اجلاس کے اختتام سے اقلیتوں یعنی اچھوت یورپین - اینگلو انڈین اور دیسی عیسائیوں کے نمائندے متواتر جلسے کر رہے ہیں - اور اس بات پر متفق ہیں - کہ انتخاب جداگانہ ہونا چاہیئے - اور یہ طریق اس وقت تک جاری رہے جب تک متعلقہ اقوام خود اس سے دست بردار نہ ہو جائیں -

——— ڈسکہ کی طرف جانے والے دوسرے اکالی جتھہ کے ۹۵ ملزموں کو سیال کوٹ میں دو دو ماہ قید اور پچیس پچیس روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی ہے ؛

——— امراؤتی کے اچھوتوں نے ایک جلسہ کر کے اعلان کیا ہے - کہ ڈاکٹر امبیدکار ہمارے حقیقی نمائندہ ہیں - اور کانگرس پر ہمیں کوئی اعتماد نہیں ؛

——— ۲۵ اکتوبر کو نیشنلسٹ مسلم کانفرنس کا دوسرا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا - اور فرقہ وار تصفیہ کے متعلق مارچ ۱۹۳۱ء کے اجلاس منعقدہ دہلی میں پاس شدہ قرار داد کی تائید کی گئی - جس کے رو سے عام حق رائے دہی بالغان کے ساتھ مخلوط انتخاب کو اصل اساس قرار دیا گیا ہے - اور ۲۵ فی صدی سے کم تعداد رکھنے والی اقلیتوں کے لئے نشستوں کی تخصیص کی تائید کی گئی ہے - ڈاکٹر انصاری نے تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا - کہ اگر سلطنت برطانیہ نے ہمارے مطالبات منظور نہ کئے - تو ہندوستان میں خون کی ندیاں بہ جائیں گی ؛

——— لاہور میں ڈاکٹر انصاری کی آمد پر جو مخالفانہ مظاہرہ ہوا تھا - اس کے متعلق ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے - کہ مجلس احرار کا بھی اس میں ہاتھ ہے - مگر مجلس مذکور کے صدر نے اس کی تردید کی ہے - اور لکھا ہے - کہ مولانا شوکت علی کی یہاں آمد پر ڈاکٹر عالم نے بعض بدمعاشوں کو روپیہ دے کر شرارت کرائی تھی - اور یہ اس کا جواب ہے - جب ڈاکٹر عالم اور ان کی پارٹی جانتی ہے - کہ وہ لاہور یا پنجاب کے کسی دوسرے شہر میں کوئی جلسہ نہیں کر سکتے - اور پنجاب کے مسلمانوں میں ان کا قطعاً کوئی رسوخ نہیں - تو پھر وہ باہر سے معززین کو بلوا کر انہیں کیوں ذلیل کرا رہے ہیں -

——— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے - کہ اخبارات میں بگٹی قبیلہ کے چالیس ہزار افراد کی سندھ کو ہجرت کی جو خبر شائع ہوئی ہے - وہ قطعاً غلط اور بے بنیاد ہے - اس قبیلہ کی کل تعداد آٹھ ہزار ہے - اور ان میں سے صرف بعض لوگ سندھ میں آئے ہیں - سارے نہیں ؛

——— مسٹر شوکت نی ملزم مقدمہ سازش میرٹھ نے اس بناء پر ضمانت کی درخواست دی تھی - کہ وہ پارلیمنٹ کی رکنیت کا امیدوار ہے - اور اس میں کامیابی کے لئے جد وجہد کر سکے - لیکن جج نے یہ درخواست نامنظور کر دی ہے ؛

——— ۲۵ اکتوبر کل پور میں پنجاب پراونشل نوجوان بھارت سبھا کا ایک اجلاس منعقد ہوا - جس میں یہ فیصلہ کیا گیا - کہ کانگرس اگر کوئی تحریک شروع کرے - تو اس میں کسی مزدور یا کسان کو حصہ نہیں لینا چاہیئے ؛

——— ہز ہائی نس نواب صاحب رامپور نے ایک بیان اخبارات ملک کے نام ارسال کیا ہے - جس میں لکھا ہے کہ ہندوستان ابھی تک ذمہ داری کا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں - تمام والیان ریاست مشترکہ اغراض کے لئے متحد ہو جائیں - تا سیاسی اتحاد کی نئی سکیم میں برٹش انڈیا سے اتحاد ہو سکے گاندھی سکھوں اور دیگر اقلیتوں کو مسلمانوں سے لڑا رہے ہیں - وہ محض ایک غیر عملی اور خیالی انسان ہیں - آپ کی بات ناممکنات میں سے ہیں - وغیرہ وغیرہ ؛

——— لنڈن سے ۲۶ اکتوبر کی خبر ہے کہ مسٹر جناح سے ان کا آئندہ سیاسی پروگرام دریافت کیا گیا - تو انہوں نے کہا - میرا پروگرام تو ہے مگر میں اسے ابھی ظاہر نہیں کرتا - کیونکہ اس کے اظہار سے لوگ ڈر جائیں گے -

——— جنوبی افریقہ کے ایک شہر لیڈی سمتھ سے ایک نوجوان مسٹر یکتا ۳ مارچ کو بائیسکل پر روانہ ہوا تھا جو ۲۵۰۰۸ میل کا سفر طے کر کے ۲۶ اکتوبر کو لاہور پہنچ گیا -

——— فسادات کے بعد ڈیرہ اسماعیل خاں میں جو کرفیو آرڈر جاری کیا گیا تھا - وہ ۲۵ اکتوبر سے واپس لے لیا گیا ہے ؛

——— پشاور سے اطلاع ملی ہے کہ ۱۴ اکتوبر سے دو ماہ کے لئے حکومت نے افغان یوتھ لیگ (سرخ پوش) پر دفعہ ۱۴۴ لگا دی ہے - اس عرصہ میں یہ لوگ کوئی جلسہ وغیرہ نہیں کر سکتے - جلوس نہیں نکال سکتے ؛

——— بھائی پرمانند نے اعلان کیا ہے کہ حیدر آباد بھوپال - رامپور - بہاولپور وغیرہ میں ہندوؤں کی حالت قابل رحم ہے - اور وہ وہاں غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں - ہندو لیڈروں کو ان کی حالت پر متوجہ ہونا چاہیئے ہندو مہاسبھا کے جلسہ میں جو آئندہ ماہ ہونے والا ہے اس سوال پر غور کیا جائیگا - کہ ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی جائے جو اس کے متعلق ایک مفصل رپورٹ تیار کرے ؛

——— مشن کالج کے بورڈ آف ڈائرکٹرز نے ڈاکٹر لوکس کو دوبارہ پرنسپل مقرر کر دیا ہے - لیکن وہ ۱۹۳۲ء کے موسم بہار تک موجودہ عہدہ پر رہیں گے - اس کے بعد یہ جگہ کسی ہندوستانی کو دی جائیگی ؛

——— حکومت پنجاب نے اب کے بیگم شاہنواز مسز نانک چند اور مسز شیو - یعنی ایک مسلم - ایک ہندو اور ایک عیسائی عورت کو بلدیہ لاہور کے لئے ممبر نامزد کیا ہے - پنجاب میں عورتوں کی نامزدگی کا یہ پہلا موقعہ ہے ؛

——— لندن کی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ گول میز کے خاتمہ پر جو کمیشن ہندوستان بھیجا جائیگا - اس میں لارڈ سانکی - لارڈ لوتھین - سر سیموئیل ہور - مسٹر پٹیل سابق صدر اسمبلی اور مسٹر ولیم ہوں گے ؛

——— لندن سے ۲۵ اکتوبر کو رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ گول میز کانفرنس میں فرقہ وار گفت وشنید عملی طور پر بند ہے - آج سرکردہ مسلم اور ہندو ممبروں نے سرسری گفت وشنید میں فوری پروگرام بحث کی - موجودہ پوزیشن پر غور کرنے کے لئے کل شام مسلم وفد کا ایک جلسہ ہوگا ؛

——— ۲۶ اکتوبر انجمن حمایت الاسلام لاہور کی مجلس انتظامیہ کے جلسہ میں انصاری پارٹی پر عدم اعتماد کی قرار داد پاس کی گئی اور اعلان کیا گیا کہ گول میز کانفرنس کا مسلم وفد ہمارا صحیح نمائندہ ہے - خطیب صاحب شاہی مسجد لاہور اس جلسہ کے صدر تھے ؛

——— سری نگر سے ایک تازہ خبر مظہر ہے کہ وہاں کے سرکاری حلقوں میں اس خبر کو بہت اہمیت دی جا رہی ہے - کہ مولوی ظفر علی خاں کی خدمات کے صلہ میں مہاراجہ بہادر نے ان کے فرزند اختر علی خاں کو اپنا ایڈیکانگ مقرر کر دیا ہے ؛

——— محکمہ ریلوے نے لاریوں کا مقابلہ کرنے کے لئے یکم نومبر ۱۹۳۱ء سے انتظام کیا ہے کہ لاہور اور امرتسر کے درمیان ریلوے بسیں چلائی جائیں جن کا واپسی کرایہ بارہ آنہ ہوگا - اور وہ ایک ایک گھنٹہ کے بعد شہر میں لاری کے اڈوں کے قریب سے چلا کریں گی - ہر ایک بس میں سو مسافر بیٹھ سکیں گے - عورتوں کے لئے علیحدہ انتظام ہوگا - اگر یہ تجویز کامیاب ہوئی - تو اور مقامات میں بھی اسے رواج دیا جائیگا ؛

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا ؛